﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِاللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَشَآءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء شمارہ ۴۱

پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مساجد سے کلمہ طیبہ مٹانے کی مذموم مہم اب بھی جاری ہے

ملاؤں کے مطالبہ پر پولیس نے چک ۸۴۔ ج ب سر شمیر روڈ، (فیصل آباد) کی احمدیہ مسجد کی پیشانی سے کلمہ طیبہ مٹا دیا

[پریس ڈیسک]: ایک عرصہ سے پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مساجد سے کلمہ طیبہ مٹانے کی مہم جاری ہے اور انتظامیہ کے افراد اور پولیس اس مذموم کاروائی میں شریک ہے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق احمدیہ مسجد چک ۸۴ ج ب، سرشمیر روڈ، فیصل آباد کی پیشانی سے مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۹۵ء کو ایک دفعہ پھر کلمہ مٹا دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس واقعہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

مورخہ ۸ اگست ۱۹۹۵ء کی شام کو علاقہ مجسٹریٹ محمد اشرف چوہدری کی طرف سے جماعت احمدیہ چک ۸۴ ج ب سرشمیر روڈ کو ایک حکم نامہ موصول ہوا کہ احمدی حضرات ان کو عدالت میں ملیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کا ایک وفد صدر جماعت احمدیہ سرشمیر روڈ کے ہمراہ مورخہ ۹ اگست کو ان کی عدالت میں پہنچا۔ مجسٹریٹ صاحب نے انہیں بتایا کہ علاقہ کے دس پندرہ لوگوں نے انہیں درخواست دی ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد نے اپنی مسجد پر دوبارہ کلمہ تحریر کر دیا ہے۔ جماعت احمدیہ کے وفد نے انہیں بتایا کہ دوبارہ کلمہ تحریر نہیں کیا گیا کلمہ پہلے ہی تحریر تھا جس پر پولیس سفیدی کر کے مٹا گئی تھی اب بارشوں کی وجہ سے روغن اتر گیا ہے اور کلمہ دوبارہ نظر آنے لگا ہے۔ احمدیوں کی اس بات کی تصدیق گاؤں کے ایک غیر احمدی نمبردار کے بیٹے نے بھی کی جو اسی روز جماعت احمدیہ کے وفد کے ساتھ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا تھا۔ مجسٹریٹ صاحب نے بتایا کہ انہوں نے پرائیویٹ طور پر اس بات کی تحقیق کی ہے اور یہ درست ہے کہ کلمہ دوبارہ تحریر نہیں کیا گیا مگر مولوی صاحبان کا اصرار ہے کہ دوبارہ لکھا گیا ہے اس لئے قانونی کاروائی کی جائے۔ مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ اگر کلمہ مٹا دیا جائے تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں۔ جماعت احمدیہ کے وفد نے جواب دیا کہ ہم میں سے کوئی شخص ہر گز کلمہ نہیں مٹائے گا۔ اس پر مجسٹریٹ نے کہا کہ وہ تھانیدار کو اس کام کے لئے بھجوائے گا۔ باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر

"بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر آج تمام دنیا کی جماعتوں کی تصویر بنا ہوا ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۶ اکتوبر) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو حسب سابق مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ دنیا کے تمام براعظموں میں نشر کیا گیا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ المومن کی آیت نمبر ۸ تا ۱۰ کی تلاوت فرمائی۔ ان آیات کے مضامین بیان کرنے سے قبل حضور نے مجلس انصاراللہ کینیڈا کے سالانہ اجتماع اور جماعت احمدیہ ناروے کے جلسہ سالانہ کی مناسبت سے خصوصیت سے اہم نصائح فرمائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجلس انصاراللہ کینیڈا کی تصویر کینیڈا کی عمومی تصویر سے مختلف نہیں ہے۔ بعض پہلوؤں سے ان میں نمایاں خوبیاں ہیں اور بعض پہلوؤں سے ایسی کمزوریاں ہیں جو احمدیت کے آجکل کے موسم کے شایان شان نہیں ہیں۔ بہار میں اگر درخت کے پتے زرد ہو جائیں تو یہ اجنبی بات ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت مخلص ہے، مالی قربانی میں پیش پیش ہے، عموماً اصلاح کا جذبہ بھی ہے مگر تبلیغ کی طرف نہیں آتے۔ دنیا کی سب جماعتوں میں تبلیغ کے لحاظ سے اتنی بیداری ہے کہ وہ زمینیں جو بنجر دکھائی دیتی تھیں ان میں بھی نشوونما شروع ہو گئی ہے اور بہار کا موسم ہے۔ اس موسم میں خزاں بالکل اجنبی دکھائی دیتی ہے۔ "بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر آج تمام دنیا کی جماعتوں کی تصویر بنا ہوا ہے۔ حضور نے جماعت کینیڈا اور مجلس انصاراللہ کو خصوصیت سے نصیحت فرمائی کہ ہوش کریں اگر جلد اس بیماری کو دور نہ کیا گیا تو یہ بیماری پھر پھیلنے لگتی ہے۔ جلد از جلد اپنی صحت کی طرف توجہ دیں۔ ساری جماعت کو تبلیغ کے میدان میں جھونک دینے کا وقت آ گیا ہے۔ اس کے پھر جو تازہ شیریں پھل ملیں گے وہ ساری جماعت کی تازگی کا موجب بنیں گے۔ جہاں جہاں جماعت نے دعوت الی اللہ کے کام کئے ہیں ان کے مردے بھی خدا کے فضل سے جی اٹھے ہیں سب سے اچھا زندگی پیدا کرنے کا ذریعہ دعوت الی اللہ ہے۔ یہ دونوں طرف نفع بخش ہے۔ جس کو بلاتا ہے وہ بھی زندہ ہوتا ہے اور جو بلاتا ہے وہ بھی زندہ ہوتا ہے۔ روحانی زندگی ایک ایسی عظیم چیز ہے کہ جس کو عطا کی جاتی ہے اس کی طرف سے عطا کرنے والے کو بھی فیض ملتا ہے اور وہ اور بھی زندہ ہو جاتا ہے۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ جماعت آج کے اس دور کے اس اہم ترین تقاضے کو پورا کرے گی اور دعائیں کرتے ہوئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو تبلیغ میں جھونک دے گی۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

جرمنی، بلجیم اور ہالینڈ کا نہایت کامیاب اور مصروف دورہ مکمل فرمانے کے بعد سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت واپس لندن تشریف لے آئے ہیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ حضور انور نے یہ سارا سفر بذریعہ کار فرمایا۔ واپسی پر بھی فرانس اور انگلستان تک کا سفر Channel Tunnel کے ذریعہ طے ہوا اور حضور انور جملہ افراد قافلہ کے ہمراہ بانیل مرام ۲۵ ستمبر کو بعد دوپہر سوا ایک بجے مسجد فضل پہنچ گئے۔ احباب جماعت کی کثیر تعداد نے حضور انور کا استقبال کیا۔

واپسی کے فوراً بعد حضور انور کی مصروفیات حسب سابق شروع ہو گئی ہیں۔

گزشتہ ہفتہ "ملاقات" میں پیش ہونے والے پروگراموں کا اشاریہ حسب ذیل ہے:-

ہفتہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۵ء.

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چونکہ ابھی برطانیہ سے باہر دورہ پر تھے اس لئے حضور کی ہدایت پر خاکسار نے بچوں کی کلاس لی۔ گزشتہ کلاس میں بچوں کو سکھایا گیا تھا کہ بعض آیات مثلاً سورہ فاتحہ کی آخری آیت، سورہ غاشیہ کی آخری آیت، سورہ اعلیٰ کی پہلی آیت نیز سورہ التین کی آخری آیت کے جواب میں کیا کلمات کہے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے بچوں سے وہ کلمات سنے گئے اس کے بعد بعض بچوں نے سورہ البقرہ کی چند ابتدائی آیات ترجمہ کے ساتھ سنائیں اور بعض نے چند اشعار ترنم سے پڑھے۔ بعد ازاں بچوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کچھ حالات زندگی بتائے گئے۔

اتوار ۲۴ ستمبر ۱۹۹۵ء.

آج کے پروگرام "ملاقات" میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی انگریزوں کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب دوبارہ پیش کی گئی جو یکم اگست ۱۹۹۵ء کو اسلام آباد ٹلفورڈ میں ریکارڈ کی گئی تھی اور اسی روز ٹیلی کاسٹ بھی کی گئی تھی۔

سوموار ۲۵ ستمبر ۱۹۹۵ء.

آج "ملاقات" پروگرام میں ۲۷ مئی ۱۹۹۵ء کو ناصر باغ (جرمنی) میں ہونے والی ایک مجلس سوال و جواب پیش کی گئی جو جرمن اور انگلش زبان میں تھی۔ یہ سوالات غیر از جماعت احباب نے کئے تھے۔

(۱) آپ کے نزدیک مسیح موعود کے کیا معانی ہیں؟

(۲) مسلمان یہودیوں کے ساتھ مل کر کیوں نہیں رہ سکتے جبکہ قرآن کریم Tolerance کی تعلیم دیتا ہے؟

(۳) کیا احمدیہ مسلم جماعت کوئی خاص جماعت ہے۔ مسلمانوں کے مختلف فرقہ جات میں تقسیم ہونے کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جبکہ یہ سب فرقے ایک ہی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑ رہے ہیں؟

(۴) مسلمان فرقے آپس میں لڑتے اور خونریزی کرتے ہیں۔ آپ اس تفرقہ بازی کو روکنے کے لئے کیا مشورہ دیتے ہیں؟

(۵) احمدی حضرت عیسیٰؑ کو وفات یافتہ مانتے ہیں۔ اس کے حق میں آپ کیا دلائل پیش کرتے ہیں؟

(۶) غیر احمدی مسلمان کہتے ہیں کہ آیت "بل رفعہ اللہ الیہ" ثابت کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا لیکن آپ ان کو وفات یافتہ مانتے ہیں۔ آپ کے عقیدہ کی بناء کیا ہے؟

(۷) اسلام میں بہت سے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ کیسے معلوم کر سکتے ہیں کہ ان میں سے سچا مہدی کون ہے؟

(۸) بہت سے اسلامی ممالک کے سربراہ امیرالمومنین کہلاتے ہیں۔ اور آپ کو بھی آپ کے ماننے والے امیرالمومنین کہتے ہیں۔ آپ اپنے بارہ میں اس کا کیا جواز پیش کرتے ہیں۔

(۹) United Islamic Republic کے بارہ میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟

(۱۰) قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن وانسان پیدا کئے ہیں اور Orthodox مسلمان کہتے ہیں کہ جن ایک ذہنی اور روحانی مخلوق ہے۔ آپ کا اس بارہ میں کیا نظریہ ہے؟

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

فتنہ پرداز علماء سُوء

امت مسلمہ پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عظیم احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ؐ نے نہ صرف یہ کہ امت کو آئندہ زمانے میں ظاہر ہونے والے فتنوں سے خبردار فرمایا بلکہ ان فتنوں کے ذمہ دار اشرار کی نشان دہی بھی فرمائی۔ چنانچہ آپ ؐ نے جہاں مسلمانوں کے تنزل اور انحطاط کی خبر دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ "عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا اور الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہونگی"۔ تو اس کے ساتھ ہی اسلام اور مسلمانوں کی اس حالت زار کے ذمہ دار افراد کی نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا "ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہونگے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے" (مشکوٰۃ کتاب العلم)۔

آج اسلامی ممالک میں بالخصوص اور باقی دنیا کے مختلف حصوں میں بسنے والے مسلمانوں میں بالعموم جو علمی و عملی، اخلاقی و روحانی تنزل و انحطاط، تشتت و افتراق اور باہمی نفاق و شقاق کی ناگفتہ بہ صورتحال دکھائی دیتی ہے اس کا بنیادی سبب بھی فرمودہ رسول ؐ کے مطابق یہی تنگ دل و تنگ نظر، متعصب و متشدد، سچائی کے دشمن، بغیر علم کے فتوے دینے والے، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے، جھوٹے اور مکار فتنہ پرداز ملاں ہی ہیں۔ تاریخ اسلام اس امر پر گواہ ہے کہ امت مسلمہ اور عالم اسلام کو دشمنان اسلام اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اتنا نقصان نہیں پہنچا سکے جتنا اس مار آستیں، کوتاہ بیں، فتنہ گر طبقہ علماء نے پہنچایا ہے۔ اگرچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے جوامع الکلم میں نہایت بلیغ استعاروں میں ان فتنہ انگیز علماء کی خصوصیات اور ان کے کردار کی خوب وضاحت فرما دی تھی مگر افسوس کہ امت مسلمہ کی اکثریت نے ان فرمودات رسول ؐ میں موجود ہدایت اور روشنی سے فائدہ نہیں اٹھایا اور یوں وہ ان نہایت خطرناک اندرونی دشمنوں کو پہچان کر ان کے فتنہ سے اپنے آپ کو محفوظ نہ کر سکی۔ دن بدن علماء سوء کا فتنہ پھیلتا چلا گیا اور زور اور طاقت پکڑتا گیا اور اب یہ فتنہ پرداز اتنی طاقت پکڑ چکے ہیں کہ بڑی بڑی مسلمان حکومتیں ان سے خائف اور لرزاں ہیں اور باوجود ان کے شر اور فساد فی الارض سے پوری طرح آگاہ اور خبردار ہونے کے ان پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہیں پاتیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تھا "تکون فی امتی فزعۃ فیصیر الناس الی علمائھم فاذاھم قردۃ و خنازیر" (کنزالعمال) کہ میری امت پر ایک زمانہ سخت اضطراب کا آئے گا۔ لوگ اپنے علماء کے پاس رہنمائی کے لئے جائیں گے تو وہ انہیں بندر اور سور پائیں گے۔ "قردۃ و خنازیر" کے بلیغ استعارات میں حضور اکرم ؐ نے آج کے فتنہ پرداز ملاؤں کے کردار کو خوب کھول دیا ہے۔ بندر ایک بے حیا اور شرارتی جانور ہے۔ اس کی معروف عادات میں سے ہے کہ وہ نقال ہے اور دوسروں کے اشارے پر ناچتا ہے۔ اسی طرح خنزیر ایک فاسد اور پلید جانور ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے جو "خنز" اور "ار" سے مرکب ہے جس کے معنے ہیں، میں اس کو بہت فاسد اور خراب دیکھتا ہوں۔ اور ہندی میں اسے سور کہتے ہیں جو لفظ "سوء" اور "ار" سے مرکب ہے جس کے معنے ہیں کہ میں اسے بہت برا دیکھتا ہوں۔ یہ جانور اول درجہ کا نجاست خور اور نیز بے غیرت اور دیوث ہے۔ اس کی دیوثیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ نر خنزیر آپس میں بھی جنسی تعلق قائم کرتے ہیں۔ پھر یہ بدصورت، خبیث اور بے حیا جانور باوجود اپنی نوع کے اعتبار سے سبزی خور ہونے کے بعض اوقات اپنے ہی بچوں کو مار کر ان کا گوشت بھی کھا جاتا ہے۔ فصلیں اور باغات اجاڑنا اور زمین میں تباہی و بربادی پھیلانا اس کی معروف عادات ہیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بیان فرمودہ ان بلیغ استعارات کی روشنی میں ان فتنہ جو اور فسادی علماء سوء کو پہچاننا کچھ مشکل نہیں۔ آئے دن ان کی تصویریں اور ان کے کردار کے نمونے اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ اب بہت سے اہل فکر و دانش اپنے مضامین میں اس طبقہ علماء کو بے نقاب کرنے کی طرف متوجہ ہیں تاکہ عوام الناس ان کی سیاہ کاریوں سے اطلاع پا کر ان سے ہوشیار اور خبردار رہیں اور اگر ہو سکے تو اس منبع فتن گروہ کی سرکوبی کے لئے کوئی مشترکہ اقدام کریں۔

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ خنزیر ایک نجاست خور جانور ہے اور جہاں تک علماء سوء کے لئے اس لفظ کے انطباق کا تعلق ہے تو اس وقت ہم صرف ایک پہلو سے کچھ باتیں اپنے قارئین کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام برائیوں کی اصل اور تمام نجاستوں کی جڑ جھوٹ ہے۔ چنانچہ جب ہم علماء سوء کو دیکھتے ہیں تو ان کے کردار کا خاص امتیاز یہ نظر آتا ہے کہ وہ جھوٹ کی نجاست پر بڑے شوق سے منہ مارتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ یہ ان کی خاص طور پر پسندیدہ اور نہایت مرغوب غذا ہے اور اس کے بغیر ان کی زندگی محال ہے۔ ہم جب ان فرمودات رسول ؐ کی روشنی میں بالخصوص معاندین احمدیت علماء کے بیانات و الزامات اور ان کے کردار پر نظر کرتے ہیں تو ان میں سے بھاری تعداد ایسے ہی لوگوں کی دکھائی دیتی ہے جو بڑی کثرت کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں اور بڑی بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ کھلم کھلا جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی احمدیت کی مخالفت کی بنیاد بھی اس جھوٹ پر ہوتی ہے جو انہوں نے خود افتراء کئے ہوتے ہیں اور پھر اس پر جھوٹ کی عمارت کھڑی کر کے لوگوں میں احمدیت کے خلاف فتنہ و فساد پیدا کرتے اور اشتعال دلاتے ہیں۔ مثلاً ہمارے متعلق جو جھوٹا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ احمدیوں کا کلمہ الگ ہے اور جب احمدی کلمہ "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتے ہیں تو دھوکہ دینے کی خاطر پڑھتے ہیں اور محمد ؐ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔ اور یہ کہ جماعت احمدیہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ یا جماعت احمدیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین کرتی ہے وغیرہ ذالک۔ اتنے جھوٹ ہمارے متعلق گھڑے گئے ہیں اور اس کثرت کے ساتھ معاندین احمدیت ملاں جھوٹ کی نجاست پر منہ مارتے ہیں اور مزے لے لے کر اسے بیان کرتے ہیں کہ اس سے سخت گھن آتی ہے اور بے اختیار زبان سے یہی نکلتا ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی ذی شعور جو انصاف کا مادہ رکھتا ہو اگر یہ دیکھے کہ احمدیت کے مخالف کس طرح ہمارے متعلق جھوٹ بولتے ہیں تو صرف یہی ایک بات اس پر احمدیت کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہونی چاہئے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہمیں ان کے جھوٹ اور جھوٹے پراپیگنڈہ اور اس کی کثرت سے کوئی بھی خوف نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ "فاذا جاء امر اللہ قضی بالحق وخسر ھنالک المبطلون" (المومن: ۷۹) جب اللہ کا حکم آ جاتا ہے تو حق کے مطابق فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے والے لوگ گھاٹے میں پڑ جاتے ہیں۔

بقیہ (خلاصہ خطبہ جمعہ ۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

حضور ایدہ اللہ نے ناروے کی جماعت کی کارکردگی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ناروے کو بھی منظم طور پر یہ نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ جو دعوت الی اللہ میں حصہ نہیں لے رہے انہیں بھی خدمت میں لگائیں۔ جو بیمار یا کمزور ہیں یا زبان نہیں آتی ان کو بھی دعاؤں کے لئے منظم کریں۔ آپ نے فرمایا کہ لڑنے والے سپاہی باقی فوج کی تعداد کے مقابلہ میں کم ہوتے ہیں۔ بہت سے کام پیچھے ہو رہے ہوتے ہیں۔ پیغام پہنچانے کے لئے فضا سازگار کرنا، وہ تمام ماحولیاتی ذمہ داریاں پوری کرنا، ہر قسم کی خدمتیں جو دعوت الی اللہ کرنے والوں کے کام میں ممد ہوتی ہیں، ان کو طاقت دیتی ہیں وہ بھی دعوت الی اللہ کے کام ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ نماز کا قیام مذہب کی تعلیم میں سب سے نمایاں ہے۔ جو خدمتیں کر رہے ہیں ان کی بنیادی تربیت کی طرف توجہ دیں اور دیکھیں کہ ان میں ایمان کی صفات عمل کے ساتھ جلوہ گر ہیں یا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ نماز کے قیام میں یہ بات لازم ہے کہ نماز کا ترجمہ بھی آتا ہو اور سوچ سمجھ کر پڑھے۔

خطبہ کے آخری حصہ میں حضور نے آغاز میں تلاوت کی جانے والی آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے ان کے مضامین کو احباب کے سامنے رکھا۔ ان آیات میں عرش کو اٹھانے کا ذکر ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے حاملین عرش کی صفات کے مضمون کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ عرش کوئی مادی چیز نہیں۔ خدا کسی چیز کا محتاج نہیں کہ وہ اسے اٹھائے۔ عرش پر اللہ تعالیٰ کی جلوہ گری تو تخلیق کے بعد ہے۔ کیا اس نے اپنی سیٹ خود بنائی تھی؟ اگر نہیں بنائی تھی تو پھر وہ اس کی طرح دائمی قرار پاتی ہے اور دوام میں اس کی شریک قرار پاتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عرش مخلوق نہیں کیونکہ یہ صفت ہے اور صفات مخلوق نہیں ہوا کرتیں۔ وہ خدا کے مومن بندے جو اللہ تعالیٰ کے غلبہ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیتے ہیں، اپنی طاقتیں صرف کر دیتے ہیں یہ وہ حمل ہے جس کی یہاں بات ہو رہی ہے۔ اور سب سے بڑا عرش کو اٹھانے والا وجود حضرت محمد ؐ رسول اللہ کا وجود تھا کیونکہ خدا سب سے زیادہ حضرت محمد ؐ رسول اللہ کے دل پر جلوہ گر ہوا ہے۔ عرش سے مراد خدا تعالیٰ کی صفات حق ہیں اور یہی صفات ہیں جو مومن اپنے دل پر اٹھاتے ہیں۔

اہل وفا

دل کھول کے کرلے ستم ایجاد جفا اور
آگے ہی بڑھائیں گے قدم اہل وفا اور
کرتے ہیں تقاضا تیرے انداز و ادا اور
سمجھاتی ہے لیکن مجھے کچھ میری قضا اور
بڑھتی رہے یہ حسن خدا داد کی زینت
لڑتی رہے شوخی سے اگر تیری حیا اور
ہونے لگا احساس تمہیں حسن کا اپنے
تم ہوگئے اب اور سے کچھ نام خدا اور
بیمار محبت کو دعا کا یہ ملا پھل
آکر یہ قضاء کہتی ہے لے مانگ شفا اور
کیا کم تھی تیرے خنجر خونخوار کی تیزی
کیوں دست حنائی سے بڑھائی ہے جلا اور
اچھی یہ ملی داد معافی طلبی کی
منہ پھیر کے تم ہونے لگے مجھ سے خفا اور
آئے وہ شب وصل تو لڑتے ہوئے آئے
یہ ڈھنگ نرالا ہے یہ ہے طرز جفا اور
پہلو سے اٹھے وہ تو اٹھا درد جگر بھی
ڈر ہے کہیں چکھنا نہ پڑے کوئی سزا اور
گوہر کی تمنا ہے کہ یا رب میرے دل میں
گھر کرنے نہ پائے کوئی اب تیرے سوا اور

(حضرت ذوالفقار علی خان گوہرؓ)

احمدی مسلم خواتین کی
عظیم الشان قربانیوں کی دلگداز داستان

"وہ زمین پر چلنے والی ایسی ہستیاں تھیں کہ آسمان پر کہکشاں کی طرح ان کے قدموں کے نشانات ہمیشہ تاریخ میں روشن رہیں گے"

خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بر موقع جلسہ سالانہ یو۔ کے۔

بتاریخ ۳۰ جولائی ۱۹۹۴ء مطابق ۳۰ وفا ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنی کی تلاوت فرمائی:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۴﴾

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۶﴾

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

(البقرہ: ۱۵۴ تا ۱۵۸)

یہ انہی آیات میں سے کچھ آیات ہیں جن کی آپ کے سامنے اس سے پہلے تلاوت کی گئی۔ چونکہ میرے مضمون کا عنوان یہی آیات ہیں اس لئے ان میں سے وہ درمیانی حصہ جو بطور خاص اس مضمون سے تعلق رکھتا ہے، میں نے بھی آپ کے سامنے دوبارہ پڑھا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو "ان اللہ مع الصابرین" یاد رکھو اللہ صابرین کا ساتھ نہیں چھوڑا کرتا، ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور وہ شخص جو خدا کی راہ میں قتل کیا جائے اسے مردہ نہ کہو یا ان لوگوں کو مردہ نہ کہو جو خدا کی راہ میں قتل کئے جائیں۔ "بل احیاء" وہ تو زندہ ہیں۔ لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ اور یقیناً ہم تم لوگوں کو آزمائیں گے کچھ خوف میں سے ابتلاء ڈال کر، کچھ بھوک کا ابتلاء ڈال کر، کچھ اموال کے نقصان کے ذریعہ اور کچھ جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعے۔ "وبشر الصابرین" لیکن صبر کرنے والوں کو خوشخبری دو۔ یہ عجیب طرز کلام ہے کہ غم کی خبر کے ساتھ ہی خوشی کی خبر اس طرح ملا دی ہے کہ گویا اس فکر کی بات سے جو بیان کی گئی مومنوں کے دل دہل نہ جائیں۔ پس یہاں صبر کی تلقین نہیں فرمائی بلکہ "بشر الصابرین" فرمایا کہ صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دو۔ "الذین اذا اصابتھم مصیبۃ" وہ لوگ جو، جب بھی ان پر کوئی مصیبت ٹوٹتی ہے کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ "اولئک علیھم صلوات من ربھم" ان پر ان کے رب کی طرف سے سلام اترتے ہیں، اللہ ان پر درود بھیجتا ہے اور رحمت نازل ہوتی ہے۔ "واولئک ھم المھتدون" یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

آپ نے بارہا ان مردوں کے قصے سنے ہیں، وہ تذکرے سنے جنہوں نے خدا کی محبت میں، اسی کے پیار میں ہر مصیبت اٹھائی۔ آج کا دن ان خواتین کے لئے وقف ہے جنہوں نے خدا کی محبت میں ہر مصیبت اٹھائی اور خواتین ہی کے ذکر پر یہ تمام تقریر وقف رہے گی۔ لیکن ذکر بہت لمبا ہے وقت تھوڑا ہے۔ کچھ واقعات تو میں بیان کر سکوں گا بقیہ آئندہ کے لئے اٹھا رکھوں گا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب بھی احمدیوں کے خلاف مظالم کی نئی تحریکات شروع ہوئیں مردوں کی قربانیوں کے ذکر تو عموماً ملتے ہیں لیکن عورتوں نے جو اپنی آنکھوں حال دیکھا، جو ان کے دل پر گزری، اس کے تذکرے پوری وضاحت کے ساتھ، پوری تفصیل کے ساتھ ہمارے ہاں محفوظ نہیں۔ چنانچہ میں نے صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان سے درخواست کی کہ وہ خصوصیت سے ۷۴ء کے واقعات سے متعلق ان خواتین سے پوچھیں جو خدا کے فضل سے آج بھی زندہ موجود ہیں، جن کے گھروں پر یہ مظالم کی داستانیں گزری ہیں، جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اپنے خاوندوں، اپنے بھائیوں، اپنے بچوں کو شہید ہوتے دیکھا۔ جن کے گھر جلائے گئے، جن کے سروں سے چادریں اتار دی گئیں، جو خاکستر گھروں کو چھوڑ کر بغیر کسی سازوسامان کے یہاں تک کہ بغیر جوتیوں کے پیدل گھروں سے نکلیں، ان کے دلوں پر کیا گزری تھی۔ اور ان پر خود ان پر ایمان کی کیسی کیسی آزمائشیں آئیں اور کس طرح وہ ثابت قدم رہیں۔ یہ واقعات محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ پاکستان نے بڑی محنت سے اکٹھے کروائے ہیں اور ان کی صحت کے متعلق بھی بہت احتیاط برتی گئی ہے۔ کچھ خواتین باہر چلی گئی ہیں ان کے متعلق ان لوگوں نے بیان کیا ہے جو وہاں موجود ہیں۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل کے ساتھ جو بھی زندہ ہیں انشاء اللہ ان سب کے واقعات خود ان کے قلم سے محفوظ کئے جائیں گے۔ یہ داستان بہت ہی دردناک ہے۔ اس لئے دعا کریں اللہ مجھے حوصلہ عطا فرمائے کہ اپنے ضبط کو قائم رکھتے ہوئے آپ کے سامنے کچھ واقعات بیان کر سکوں۔ جب میں سرسری نظر سے ان کو پڑھ رہا تھا تو دل کی کیفیت یہ تھی کہ ؎

روکے ہوئے ہیں ضبط و تحمل کی قوتیں
رگ رگ پھڑک رہی ہے دل ناصبور کی

ان کا پڑھنا اتنا دوبھر تھا تو تصور کریں کہ وہ لوگ جو ان واقعات میں سے گزرے ہیں، وہ خواتین ان کا کیا حال ہوا ہوگا۔ مختلف نوعیت کے واقعات ہیں، میں ان میں سے چند آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

☆ **عائشہ بی بی اہلیہ مہردین صاحب آف گوجرانوالہ** بیان کرتی ہیں کہ ۷۴ء میں جب گوجرانوالہ کے حالات خراب ہوئے تو میرے بیٹے منیر احمد کا ایک غیر احمدی دوست آیا اور کہنے لگا کہ صبح بہت خطرہ ہے۔ راتوں رات کہیں چلے جائیں۔ میرے بیٹے نے کہا ہمیں کہیں جانے کی اجازت نہیں ہے، ہم یہیں رہیں گے۔ میرے بیٹے بشیر نے مجھے اور میری بیٹی جمیلہ کو اپنے دوست کے گھر بھجوا دیا۔ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عام حالات میں اپنے بیٹوں کو آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا لیکن اس دن بیٹوں کو اس قدر خطرناک حالات میں بے فکری سے چھوڑ کر چلی گئی۔ اس بات سے بے خبر کہ نہ جانے بیٹوں کے ساتھ کیا ہوگا۔ یہ اللہ کا فضل تھا جو اس نے مجھے حوصلہ عطا فرمایا۔ صبح جلوس نے حملہ کر دیا۔ میرے بیٹے تمام دروازے مقفل کر کے چھت کے اوپر چلے گئے جہاں پہلے بھی پانچ آدمی موجود تھے۔ ہجوم نے پتھراؤ کیا۔ بچے چھت پر ادھر ادھر بھاگتے، اپنے بچاؤ کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن کوئی بچنے کی صورت نہیں تھی۔ بارش کی طرح پتھر ہر طرف سے برس رہے تھے۔ جو قریب کے اونچے کوٹھے تھے وہاں سے بھی پتھراؤ ہو رہا تھا۔ وہ پچھلی گلی میں اترے تا کہ وہاں سے باہر نکل جائیں لیکن وہاں بھی ہجوم تھا۔ انہوں نے نیچے اترتے ہی ان پر حملہ کر دیا اور ڈنڈوں اور پتھروں سے مار مار کر میرے دونوں بیٹوں کو شہید کر دیا اور انہیں اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیروں کے نیچے دبا دیا۔ اس موقع پر میرے بیٹے منیر احمد اور بشیر احمد کے علاوہ سعید احمد، منظور احمد، محمود احمد اور احمد علی قریشی بھی وہیں شہید ہوئے۔ سبھی کو ڈنڈوں اور پتھروں سے مار مار کر شہید کیا گیا۔ اور اس طرح "خدمت اسلام" کے نئے نمونے دنیا میں پیش کئے گئے۔ جن لوگوں کو یہ انبیاء کہتے ہیں ان بے حیاؤں نے ان کی سنت پر نظر نہ ڈالی بلکہ ان ظالموں کی سنت کو اختیار کر لیا جو انبیاء کے ساتھ یہی سلوک کیا کرتے تھے۔

آپ بیان کرتی ہیں کہ اس قیامت کے گزرنے کا علم جب مجھے ہوا تو کچھ دیر کے لئے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔ لیکن گھر والوں نے رونے نہیں دیا کہ ہمارے رونے کی آواز باہر نکلے گی۔ حالت ناقابل بیان تھی۔ اس وقت تو مجھے کچھ علم نہ تھا کہ میرے بیٹوں نے کیسے جان دی اور ان پر کیا گزری۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بڑے ظالمانہ اور سفاکانہ طریق پر انہیں مارا گیا۔ ہمارا ہنستا بستا گھر اجڑ چکا تھا۔ بڑا کڑا امتحان تھا۔ دل و دماغ میں غموں کا ایک طوفان تھا۔ آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے لیکن اونچی آواز سے کچھ کہنے سننے کی اجازت نہیں تھی۔ کہتی ہیں بعد میں حالات تبدیل ہوئے تو اس گھر میں رہنے کو دل نہ چاہتا تھا لیکن مجبوری حالات ہمیں پھر اس ویرانے میں لے آئی۔ پہلے ہی بہت غمزدہ تھے دوسرا اہل محلہ نے ہمارا بائیکاٹ کر دیا۔ یہ ان کی تعزیت تھی۔ دکانداروں نے سودا سلف دینا بند کر دیا۔ تمام اشیاء بہت دور سے جا کر لاتے۔ اہل محلہ ہمیں دیکھ کر راستہ بدل لیتے۔ ان حالات سے ہمیں اور بھی اذیت پہنچتی لیکن ہم نے صبر کا دامن نہ چھوڑا۔ یہ تو ہم سے غیروں کا سلوک تھا۔ لیکن اپنے عزیز رشتہ دار جو غیر احمدی تھے انہوں نے بھی قطع تعلق کر لئے اور بار بار ہمیں پیغام بھیجتے رہے کہ مذہب چھوڑ دو اسی کی وجہ سے تمہاری ساری بربادی ہے۔ لیکن ہم نے کہا کہ جو قربانیاں ہمارے پیاروں نے مذہب کی خاطر دی ہیں ہم کسی قیمت بھی ان قربانیوں کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ تمہارا بس چلے تو ہماری جانیں لے لو، تمہارا بس چلے تو دوبارہ ان گھروں کو ویران کر دو مگر ہمارے دلوں کو ویران نہیں کر سکتے۔ ان میں جو ایمان بستا ہے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا اور اسی ایمان کے برتے تو ہم زندہ ہیں۔

یہ ایک احمدی خاتون کی داستان ہے جو اس کے دل پر بیتی، اس کے جسم پر گزری۔ اس نے اپنے دونوں جوان بیٹوں کو اس طرح شہید ہوتے دیکھا اور اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے، اسی کی دی ہوئی توفیق سے صبر کی توفیق پائی۔ پس اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ صبر کرو مگر ساتھ ہی صبر کے ساتھ یہ ارشاد فرمایا "استعینوا بالصبر والصلٰوۃ" کہ صبر کی توفیق تمہیں نہیں مل سکتی جب تک اللہ سے مدد نہ مانگو۔ ان حالات میں صبر کرنا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ پس آئندہ بھی جب بھی خدا تعالیٰ جماعت کو آزمانا چاہے گا تو ہمارے دل کی آواز یہی ہوگی کہ ؎

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

مگر راضی برضا رہنے کے لئے بھی تو اللہ کی مدد کی ضرورت ہے۔ صبر اختیار کرنے کے لئے بھی اسی سے توفیق ملتی ہے۔ اس لئے ہر آئندہ وقت کے لئے ابھی سے امن کے زمانوں میں دعائیں کرنی چاہئیں کہ اگر اللہ کسی آزمائش میں ڈالنے کا فیصلہ فرمالے تو پھر ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہمارے سر اس کے حضور خم رہیں اور دل ہر حال میں راضی برضا رہے اور ہمیں صبر کے اعلیٰ نمونے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ خدا کی تقدیر ہمارے حق میں کہے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تمہارا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا۔

☆ سید احمد علی صاحب کی بیٹی نفیسہ لکھتی ہیں کہ گوجرانوالہ میں بپھرے ہوئے ہجوم اور مولویوں کے جلوس نے بہت تباہی مچائی، گھروں کو جلایا، پتھراؤ کیا۔ اس فساد میں ہم چار بہنیں اور امی جان حیران و پریشان چھت پر چڑھیں تو اچانک جلوس کی ایک ٹولی ہمارے گھر کی طرف بڑھی اور کہنے لگی یہ مرزائیوں کے مربی کا گھر ہے پہلے اسے آگ لگاؤ۔ بھائی سید ولی احمد صادق

fozman
foods

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
081 478 6464 &
081 553 3611

اور میرے اباجان مربی سلسلہ دونوں ہی مسجد میں تھے اور مسجد دشمنوں کے گھیرے میں تھی اس لئے ان کے آنے کی بھی کوئی امید نہ تھی۔ مگر کسی طرح ہماری فکر میں وہ مسجد سے نکل آئے اور ہم چاروں بہنوں کو ایک قریبی احمدی محمود احمد صاحب امینی کے گھر چھوڑ آئے۔ یہ عشاء کے قریب کا وقت تھا۔ جب چاروں بہنیں امینی صاحب کے گھر پہنچیں تو دیکھا کہ دیگر احمدی گھروں کی لڑکیاں اور عورتیں بھی وہاں موجود تھیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ ہم چھت پر بیٹھ کر ایمان کی سلامتی اور احمدیت کی ترقی کے لئے دعائیں کیا کرتی تھیں۔ یعنی ان دنوں میں سب سے بڑی فکر ایمان کی سلامتی کی تھی اور پھر احمدیت کی ترقی کا فکر تھا جو ان کو اس وقت خدا کے حضور گریہ و زاری کرنے پر آمادہ کر رہا تھا۔ کسی اور ذاتی منفعت کا کوئی خیال ان کے دل سے نہیں گزرا۔

یکم جون کو تقریباً صبح کے پونے چار بجے پانچ رائفل بردار امینی صاحب کی چھت پر آ گئے جنہیں دیکھتے ہی مرد اور عورتیں چوبارہ کے کمروں میں چلی گئیں۔ کمرے صرف دو تھے ایک میں مرد اور ایک میں عورتیں جمع ہو گئیں۔ حملہ آور سر پر آ پہنچے۔ ان کی رائفلیں شعلے برسانے لگیں۔ آہ و فغاں کا اک شور بلند ہوا اور ہماری چشم تصور میں ۱۹۴۷ء کا منظر گھوم گیا جب سکھ پنجاب میں مسلمانوں کو اس طرح ظلم کے ساتھ تہہ تیغ کر رہے تھے۔ مگر وہ غیر مسلم تھے۔ وہ دن اور تھے جبکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور سکھوں میں سیاسی مخالفت کی وجہ سے ایک جنون کا دور تھا، دونوں طرف ہی مظالم ہو رہے تھے۔ مگر آج ایک ایسا دور تھا کہ آزاد پاکستان میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون سے ہاتھ رنگ رہا تھا، گولیاں چل رہی تھیں، دروازے ٹوٹنے کی آوازیں آ رہی تھی۔ ہم اپنے کمزور ہاتھوں سے دروازوں کو تھامتے رہے۔ اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ ہم کہہ نہیں سکتے تھے کہ ہم اس دنیا کو دوبارہ دیکھ سکیں گے۔ ہاتھ پاؤں پر رعشہ طاری تھا، ایسی ایک کیفیت تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ اچانک مردوں کی جانب کا دروازہ ٹوٹا جہاں محمود صاحب اور ان کے نوجوان بھانجے اشرف صاحب تھے۔ چند لمحوں کے بعد ان کی آوازوں سے پتہ چلا کہ وہ ماموں بھانجا خاک و خون میں لتھڑے ہوئے تڑپ رہے ہیں۔ ایسا منظر تھا کہ کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ اشرف صاحب کی ٹانگ سے خون کے فوارے بہہ رہے تھے۔ ان کی اہلیہ صاحبہ چھت پھلانگ اپنے غیر احمدی عزیز کے ہاں گئیں اور کہا کہ ہمارے گھر میں گولیاں برسائی جا رہی ہیں۔ میرا میاں اور بھانجا سخت زخمی حالت میں تڑپ رہے ہیں آپ کچھ مدد کریں۔ مگر ان کا جواب تھا تمہارے ساتھ ہم کیوں جانیں گنوائیں۔ حملہ آور تو چلے گئے مگر زخمیوں کی چیخوں سے اور درد و کراہ سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ آسمان تھرا رہا ہے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر ہمارے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ ہم نے ان کے منہ میں پانی ڈالا۔ فون پر پولیس سے رابطہ کیا، صورت حال سے ان کو آگاہ کیا۔ پولیس تو ایسی غائب ہوئی کہ جیسے ڈھونڈے سے ان کا نشان نہ ملے اور صرف دعائیں تھیں جو ہمارا آسرا بنیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہم کسی طریق سے ان کو ہسپتال پہنچانے میں کامیاب ہو گئے اور خدا کا یہ فضل ہوا کہ اشرف صاحب جو آج کل انگلستان کی جماعت میں ہیں، بریڈفورڈ جماعت میں رہتے ہیں، ایک ٹانگ ہے ان کی، وہ اسی واقعہ کے ایک زندہ گواہ ہیں۔

خریداران الفضل سے گذارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

☆ حکیم نظام جان صاحب کے بچوں کے گھر کو جب آگ لگائی گئی تو سب اہل خانہ نچلی منزل پر تھے جو دوسری منزل پر چلے گئے۔ جلوس نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ دوسری منزل کو بھی آگ لگا دی۔ باہر نکلنے کے راستے بند تھے۔ سڑک پر ہزاروں کا مجمع سخت گندی گالیاں دیتا ہوا اور جوش سے منہ سے جھاگ نکالتا ہوا، ان کو موت کی دھمکیاں دیتا ہوا، شور و غوغا کر رہا تھا اور عجیب خوفناک آوازیں وہاں سے آ رہی تھیں۔ پھر یہ لوگ تیسری منزل پر جا پہنچے تو تیسری منزل بھی آگ کی لپیٹ میں آ گئی۔ اب نیچے اترنے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا۔ اور آگ بڑی تیزی سے پھیل رہی تھی۔ بچے سہم سہم کر بڑوں سے چمٹے ہوئے تھے اور ہمارے پاس دعا کے سوا اور کوئی آسرا نہ تھا۔ نیچے گلی میں ہجوم منتظر تھا کہ کب یہ جل کر خاک ہو جائیں۔ اور ان کے ملبے کے ساتھ ان کی جلی ہوئی لاشیں بھی زمین پر آ گریں۔ کہتے ہیں اس موقع پر سامنے کے گھر والوں کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف مائل فرما دیا اور انہوں نے لکڑی کا ایک تختہ گھر کی چھت سے آگے بڑھا کر ہماری چھت کے کنارے پر لگا دیا۔ وہ باریک سا تختہ تھا عام حالات میں کسی کو جرات نہیں ہو سکتی تھی کہ اس تختے پر چل کر وہ گلی پار کرے۔ لیکن خدا نے ہمت دی۔ وہ کہتی ہیں کہ نیچے سے شور بپا ہو رہا تھا اور ہم ایک ایک کر کے اس تختے پر چلتے ہوئے دوسری منزل میں جا پہنچے۔

☆ پھر وہ (راضیہ سید بنت سید احمد علی صاحب۔ مرتب) کہتی ہیں کہ نیچے بلوائیوں نے امی کو آواز دے کر کہا کہ کلمہ پڑھ لو ابھی بھی وقت ہے۔ تو انہوں نے کہا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ انہوں نے کہا مرزائن! ہمارا کلمہ پڑھو۔ انہوں نے کہا ہمیں تو اپنا کلمہ آتا ہے تمہارا کچھ اور ہے تو پتہ نہیں ہم تو یہی کلمہ جانتی ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ اچھا مرزا صاحب کو گالیاں دو۔ بہن نے جواب دیا تم ہماری جان لے لو، ہمارا ایمان نہیں چھین سکتے۔ محمدؐ کا کلمہ پڑھنا تھا خدا کی توحید کا اقرار کرنا تھا وہ ہم نے کر دیا ہے۔ لیکن اس اقرار میں جو تعلیم دی گئی ہے اس تعلیم کو ہم قربان نہیں کر سکتے۔ اس لئے اب جو کچھ حاضر ہے ہم پیش کر رہے ہیں۔ جو کچھ تم نے ہماری قربانی لینی ہے لے لو لیکن ہم کسی قیمت پر بھی حضرت مرزا صاحب کو جن کو ہم خدا کا سچا مرسل یقین کرتے ہیں ان کو گالی نہیں دیں گے۔ یہ واقعہ جو ہے اس چھت کا واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک اور واقعہ شروع ہو چکا ہے۔ اس لئے میں غلط فہمی دور کر دوں۔ میں نے بھی جب پڑھا تو پہلے کے تسلسل میں پڑھا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے نیچے سے کسی نے آواز دی ہے لیکن وہ واقعہ وہاں ختم ہو گیا تھا۔ غالباً اس وقت کسی نیچے والے کی نظر نہیں پڑی کہ تیسری منزل پر ایک چھوٹا سا عبوری تختہ لگا دیا گیا ہے۔ یہ ایک دوسرا واقعہ شروع ہو چکا ہے۔ یہ مجمع کے گھیرے میں آئی ہوئی احمدی خواتین تھیں وہ اپنی سرگزشت بتا رہی ہیں ہم پر کیا گزری۔ کہتی ہیں جب بہن نے کہا کہ پھر جو کچھ کر سکتے ہو کر گزرو۔ مگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی نہیں دیں گی۔ اس پر ایک غنڈے نے بہن کو تھپڑ مارا اور دوسرے نے ڈنڈے برسائے۔ اتنے میں ایک شخص نے کمانی دار چاقو پکڑا اور اباجان کو کھینچ کر باہر لے جانے لگا اور کہنے لگا کہ یہی ان کا مربی ہے پہلے اسے ختم کرو۔ بہن زخمی حالت میں بھاگ کر ساتھ والے مکان میں چلی گئی۔ مگر وہاں کی خواتین نے یہ کہہ کر دھکے دے کر نکال دیا کہ اپنے ساتھ ہمیں بھی مرواؤ گی۔ پھر وہ ایک اور مکان میں گئیں لیکن انہوں نے بھی پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر میری بہن نے اس مکان کی چھت پھلانگ کر گلی پار کی یعنی واپس اپنے مکان میں گئی ہیں اور پانچ فٹ کا فاصلہ تھا دونوں چھتوں کے درمیان۔ تو عجیب خدا نے اس کو ہمت عطا فرمائی کہ وہ پانچ فٹ کی گلی پھلانگ کر کے دوسرے مکان میں گئیں اور وہاں سے پھر دوسرا راستہ اختیار کر کے اس نے اپنی جان اور عزت بچائی۔

☆ میرے ایک کلاس فیلو اور عزیز دوست تھے محمد افضل شہید۔ ان کی بیگم سعیدہ افضل آج کل کینیڈا میں ہیں۔ میں نے ہدایت کی تھی کہ براہ راست ان سے یہ واقعہ منگوائیں کیونکہ لجنہ ربوہ کی طرف سے شنید کے طور پر واقعہ آیا تھا۔ اب وہ واقعہ موصول ہو گیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ شہادت سے چند روز پہلے کی بات ہے کہ افضل شہید عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس آئے تو میں بستر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ دیکھ کر کہنے لگے سعیدہ کیوں رو رہی ہو۔ میں نے کہا یہ کتاب "روشن ستارے" پڑھ رہی تھی اور میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں ہوتی اور میرا نام بھی کسی نہ کسی رنگ میں ایسے روشن ستاروں میں شمار ہو جاتا۔ اس پر افضل کہنے لگے، یہ آخرین کا زمانہ ہے اللہ کے حضور قربانیاں پیش کرو تو تم بھی اولین سے مل سکتی ہو اور پہلوں میں شمار ہو سکتی ہو۔ پھر مجھے کیا خبر تھی کہ کتنی جلدی اللہ میری آرزو کو کس رنگ میں پورا کرے گا اور کتنی دردناک قربانیوں میں سے مجھے گزرنا پڑے گا۔ کہتی ہیں اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس حسرت کے ساتھ میری یہ خواہش دل سے نکلی جو ایک ہفتے کے اندر اندر حقیقت بن گئی۔ ۳۱ مئی کی رات احمدیوں کے خلاف فسادات کا جوش تھا۔ ساری رات جاگ کر دعائیں کرتے گزر گئی۔ اپنا دفاع کرتے رہے۔ مجھے یہ وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ میرے شوہر اور بیٹے کے ساتھ یہ میری آخری رات ہے۔ یکم جون کو جلوس نے حملہ کر دیا۔ عورتوں کو افضل نے ہمسایوں کے گھر بھیج دیا اور خود باپ بیٹا گھر پر ٹھہر گئے۔ کیونکہ اس وقت ہدایت یہی تھی کہ کوئی مرد اپنا گھر نہیں چھوڑے گا اور عورتوں اور بچوں کو بچانے کی خاطر ان کو بےشک محفوظ جگہوں میں پہنچا دیا جائے۔ کہتی ہیں سارا دن شور بپا رہا اور حملہ ہوتا رہا۔ توڑ پھوڑ کی آوازیں آتی رہیں مگر ہمیں کچھ پتہ نہ تھا کہ باپ بیٹے پر کیا گزری اور ظالموں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ رات ہمیں ایک اور گھر منتقل کر دیا گیا۔ وہاں میں اپنے خاوند افضل صاحب اور بیٹے اشرف کا انتظار کرتی رہی۔ رات گیارہ بجے مجھے بتایا گیا کہ دونوں باپ بیٹا شہید ہو گئے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ انہیں بڑے دردناک طریقے سے مارا گیا تھا۔ چھرے مارے گئے، انتڑیاں باہر نکل آئیں، پھر اینٹوں سے سر کوٹے گئے۔ اس طرح پہلے بیٹے کو باپ کے سامنے مارا گیا۔ جب اس نوجوان بیٹے کو اس طرح کچل کچل کر مارا گیا تو پھر باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اب بھی ایمان لے آؤ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو گندی گالیاں دو۔

یہ ایمان ہے ان لوگوں کا۔ آج تک میں نے کسی مذہب کی تاریخ میں ایمان کی نشانی یہ نہیں پڑھی کہ کسی اور کو گالیاں دو۔ قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ بتوں کو بھی گالیاں نہ دو۔ جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں نہ دو اس لئے یہ تو ظاہر و باہر ہے کہ یہ محمدؐ رسول اللہ کا مذہب اسلام نہیں تھا، کسی اور کا مذہب تھا جس کی یہ پیروی کر رہے تھے۔

افضل نے یہ جواب دیا اور یہ جواب ایک غیر احمدی کی طرف سے ہمیں پہنچا تھا جو موقع کا گواہ تھا اور وہ واقعہ دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھا تھا۔ شامل تو تھا مجمع میں لیکن اس کے دماغ پر ایسا اثر ہوا کہ کئی مہینے تک پاگل رہا۔ پھر رفتہ رفتہ اسے ہوش آئی۔ جب صدمہ برداشت کیا تو اس نے احمدیوں کو بتایا کہ مجھے کیا ہوا تھا۔ کہتا ہے میں نے یہ واقع اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

جب افضل کی طرف رخ کیا اور اسے کہا کہ اپنا ایمان چھوڑ دو۔ اس نے کہا، مجھے اپنے بیٹے سے بھی کمزور ایمان والا سمجھتے ہو جس نے میرے سامنے اس بہادری سے جان دی ہے۔ جب آخر وقت تک سسکتے ہوئے وہ پانی مانگ رہا تھا تو گھر پر جو عمارت کے لئے ریت پڑی تھی وہ اس کے منہ میں ڈالی گئی اور باپ نے یہ نظارہ دیکھا۔ اس نے کہا جو چاہو کر لو، اس سے بدتر سلوک مجھ سے کرو مگر میں اپنے ایمان سے متزلزل نہیں ہونگا۔ اس پر ان کو اسی طرح نہایت ہی دردناک عذاب دے کر شہید کیا گیا اور پھر ان کو ننگا کر کے ان کی نعشیں تیسری منزل سے اپنے گھر کے نیچے پھینک دی گئیں اور سارا دن کسی کو اجازت نہیں تھی کہ وہ ان نعشوں کو اٹھا سکے۔ یہ وہ بربریت ہے جس کو یہ بدبخت لوگ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس سے بڑی بےحیائی اسلام کے نام پر شاید کبھی نہ کی گئی ہو۔ محمدؐ رسول اللہ کی طرف اسوہ منسوب کرتے ہوئے یہ بدکارانہ سلوک، یہ وحشیانہ سلوک، جو کم نبیوں کے دشمنوں نے ان سے کیا ہے، کم کم کیا ہے۔

وہ لکھتی ہیں، لوگ ان پر پتھر برساتے رہے، لاشیں گھسیٹتے پھرتے تھے۔ یہ لوگ اسلام کے پرستار تھے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

SUPPLIERS OF FROZEN AND
FRIED MEAT - VEGETABLE
& CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
PARTIES CATERED FOR

خطبہ جمعہ

آج کل کی قربانیوں کی جو جزاء ہے وہ بہت زیادہ ہے اور عام حالات کی قربانیوں سے ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۵ اگست ۱۹۹۵ء مطابق ۲۵ ظہور ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ أُولٰٓئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ أَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ
الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑪
مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ أَجْرٌ كَرِيْمٌ ⑫ (سورہ الحدید: ۱۱، ۱۲)

مالی قربانی کے متعلق جو میں مضمون بیان کر رہا تھا ابھی وہ تشنہ ہی تھا کہ خطبے کا وقت ختم ہو گیا، چند اور آیات کے حوالے سے ایک تسلسل کی صورت میں میں اس مضمون کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔ یہ آیات کریمہ جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورہ الحدید کی آیات ۱۱ اور ۱۲ ہیں۔ پہلی آیت میں اللہ فرماتا ہے "وما لکم الا تنفقوا فی سبیل اللہ وللہ میراث السماوات والارض" تمہیں ہوا کیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے جبکہ زمین و آسمان کی میراث سب اللہ ہی کی ہے۔ "لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل" تم میں سے جو فتح سے پہلے خرچ کرے گا، جس نے فتح سے پہلے خرچ کیا "و قاتل" اور جہاد کیا وہ اور ایسا شخص جو بعد میں کرے برابر نہیں ہو سکتے۔ ایک وقت ہوتا ہے جب مالی قربانی کی اور فی سبیل اللہ جہاد کی ایک غیر معمولی قیمت پڑتی ہے اور ایک وقت وہ ہوتا ہے جب کہ یہ معاملات لوگوں کو آسان دکھائی دینے لگتے ہیں اس وقت کی قربانی اور پہلے کی قربانی میں ایک فرق رہتا ہے۔ "اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا" یہ لوگ جو پہلے کرنے والے ہیں ان لوگوں سے درجے میں بہت بڑے ہیں جو بعد میں قربانیاں کریں گے اور بعد میں جہاد کریں گے۔ "و کلا وعد اللہ الحسنٰی" اور واقعہ یہ ہے کہ ہر ایک سے خدا تعالیٰ نے اچھا وعدہ ہی فرمایا ہے "واللہ بما تعملون خبیر" اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ "من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضٰعفہ لہ ولہ اجر کریم" کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے پس وہ اس کو بڑھاتا رہے "ولہ اجر کریم" اور اس کے لئے اس کے پاس بہت ہی معزز اجر ہے یا "لہ اجر کریم" اس شخص کے لئے جو ایسا کرے گا اس کے لئے بہت ہی معزز اجر ہو گا۔

آج کل جماعت احمدیہ جس دور سے گزر رہی ہے اس کا خاص طور پر تعلق اس مضمون سے ہے جو ان آیات میں بیان فرمایا گیا ہے۔ ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے جماعت کے آخری غلبے کی گھڑی کسی ایک ملک میں بھی اس طرح ظاہر نہیں ہوئی کہ جس کے بعد یہ پتہ چلے کہ یہ ملک کلیۃً احمدیت کی گود میں آ گیا ہے۔ اور ایک سو پچاس ممالک میں جہاں احمدیت پھیلی ہوئی ہے ہر جگہ یہی آیت کریمہ قربانی کی راہوں کی طرف بلا رہی ہے۔ اور یاد دلا رہی ہے کہ وقت تھوڑا ہے آج قربانیاں کر لو ورنہ کل وہ دن ضرور آئے گا جب تمہیں غلبہ عطا ہو گا۔ پھر اس وقت کو یاد کرو گے اور یہ وقت دوبارہ نہیں آئے گا کیونکہ خدا کی طرف سے جو غلبہ آئے گا وہ میراث کے طور پر آئے گا۔ ایسا غلبہ ہو گا جو تمہاری جائیداد بن جائے گا۔ اس وقت جو قربانیاں کرو گے ان کا بھی خدا اجر عطا فرمائے گا۔ اس وقت بھی ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کہ جہاد کے تقاضے تمہیں اپنی طرف بلائیں لیکن جو آخری، نمایاں غلبے سے بعد کی قربانیاں ہیں ان کو نمایاں غلبے سے پہلے کی قربانیوں سے کوئی نسبت نہیں۔ جیسے تہجد کی نماز کا ایک وقت ہوا کرتا ہے جب کہ روشنی کا پتہ نہیں۔ پوری طرح انسان نہیں جانتا کہ دن کب نکلے۔ اب تو گھڑیوں کے دن آ گئے ہیں مگر گھڑیوں کے دنوں میں بھی تہجد کی نماز میں ایک عجیب پوشیدہ کیفیت ہے جو ایک قسم کے پردے رکھتی ہے۔ اور اس وقت اٹھ کر عبادت کرنا جب کہ دنیا جاگی نہیں اور روشنی پھیلی نہیں ایک دوسرے کی قربانیاں دکھائی نہیں دینے لگیں اس نماز کا "سرا" سے تعلق ایسا ہے جیسے قربانی کے وقت مخفی قربانی انسان کرتا ہے اور اس کا درجہ بعد کی سب قربانیوں سے زیادہ ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ نفل ہے اور فرائض سے درجے میں وہ نفلی قربانی بڑھ جاتی ہے جب کہ دنیا کے علم کے بغیر مخفی طور پر کی جا رہی ہے اور روشنی ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ اسی طرح غلبے کے وقت دن ہوا کرتے ہیں جب اسلام کا یا کسی بھی مذہب کا غلبہ ہو جائے تو ایک روشنی سی پھیل جاتی ہے کہ اس غلبے کی روشنی میں وہ لوگ بھی قربانیوں پر آمادہ ہو جاتے ہیں جن کی طبیعت پہلے مائل نہیں ہوا کرتی کیونکہ ایک فیشن سا بن جاتا ہے۔ اس وقت اونچی بولی لگانا ان کی اپنی قدر و منزلت دنیا کی نظر میں بڑھا دیا کرتا ہے۔ تو بہت سے پردے ہیں جن کے پیچھے رہتے ہوئے قربانی کرنا یقیناً پردے اٹھنے کے بعد کی قربانیوں سے اونچی ہوتی ہے اور خدا کے نزدیک اس کا درجہ بڑا ہے۔

ابھی باوجود اس کے کہ ہمیں فتوحات کی آواز سنائی دینے لگی ہے، ان کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے نظر آ رہا ہے کہ آج نہیں تو کل اللہ تعالیٰ احمدیت کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ اب وقت ہے کہ اس آیت کی آواز پر لبیک کہیں کیونکہ یہ عظیم تر قربانیوں کے دن زیادہ لمبے نہیں چلیں گے اب۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے ملک ملک فتوحات کی نوبت بجنے لگے گی، جب جگہ جگہ سے فتوحات کی نوید سنائی دے گی اس وقت پھر بھی قربانیاں تو خدا کی خاطر جاری رہیں گی کیونکہ یہ قربانیوں کا مضمون صرف ایسے چندوں سے تعلق نہیں رکھتا جو غلبہ دین کی خاطر دئے جاتے ہیں بلکہ مستقل انسانی ضروریات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور یہ ضروریات کبھی ختم نہیں ہو سکتیں لیکن وہ قربانیاں اور ہونگی یہ پہلی قربانیاں اور ہونگی۔ اس لئے میں سمجھتا تھا کہ اس آیت کے حوالے سے بھی میں آپ کو آج کل کی مالی قربانیوں کی اہمیت سمجھاؤں۔

قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے مضمون کو کھولا ہے، فرماتا ہے پہلے لوگ بعد والوں کے مقابل کے برابر نہیں ہو سکتے۔ باوجود اس کے کہ اللہ نے سب سے اچھے وعدے ہی فرمائے ہیں۔ بعد والوں کی قربانیوں کا بھی اجر ان کو عطا کیا جائے گا۔ "واللہ بما تعملون خبیر" اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ دوسرا پہلو یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ "من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا" آج ایسا دور ہے کہ جب دین خدا کو قرض کی ضرورت ہے اور جب قرض کی ضرورت ہو تو اس وقت انسان اس قرض کے ساتھ پھر کچھ عطا کے وعدے بھی کیا کرتا ہے۔ اگر کسی کو قرض کی ضرورت نہیں اور آپ یوں ہی قرض دے جائیں تو اس کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ آپ کو انعام و اکرام سے بھی نوازے اور اگر سودی نظام ہے تو سود بھی عطا کرے۔ وہ کہے گا اپنے گھر رکھو مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ضرورت مند تو زیادہ پیسے دے کے بھی قرض لیا کرتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ اگر اس کو پیسے کہیں سے نہ میسر آئے تو اس کے وقت کا گزارہ نہیں چل سکتا۔

تو اب سوال یہ ہے کہ اللہ کو ضرورت کیوں ہے۔ اللہ کی ضرورت دراصل خدا کے ان بندوں کی ضرورت ہے جو اس کا پیغام پہنچاتے ہیں، جن پر پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے۔ اور ہر مذہب کا آغاز غربت سے ہوا ہے اور ہر مذہب کو آغاز میں ایسے اموال کی ضرورت پڑتی ہے جو خدا کے نام پر خدا کے بندے اسے قرض کے طور پر دیتے ہیں۔ قرض سے مراد یہ ہے کہ وہ دیتے تو اس لئے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی ہے، جو توفیق ہے ہم خدا کے حضور پیش کر رہے ہیں لیکن قرض ان معنوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قرض شمار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ یہاں دو باتیں بیان فرماتا ہے۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ جو کچھ بھی تم دو گے قرض کے طور پر ہو یا بے قرض کے ہو جس نیت سے بھی دو گے اگر خدا کو راضی کرنا مقصود ہے تو ہر چیز کا اجر ملے گا۔ لیکن یہاں جو مضمون ہے وہ یہ ہے کہ یاد رکھو جب دین کی ضرورت ہو اس وقت تم دو تو تمہارے اموال کا بڑھانا اللہ پر فرض ہو جاتا ہے۔ اس وقت عام کرم کے علاوہ ایک دوسرا رحمت کا نظام جاری ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کے اموال میں غیر معمولی برکت دی جاتی ہے۔

اور یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور سے اب تک ہم اس آیت کی صداقت کو اس طرح جماعت کے حالات پر چسپاں ہوتے اور اطلاق پاتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ تمام وہ غرباء جنہوں نے دین کی خاطر آغاز میں قربانیاں دی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے رنگ لگائے ہیں کہ دوسرے خاندانوں میں اس کی کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی اور وہ سلسلہ عطا کا جاری

ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہوں گے کہ اب تو تیسری چوتھی نسل آگئی اب وہ جزاء ہمیں کیوں مل رہی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ اب ہماری اپنی تدبیریں ہیں جو پھل لا رہی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو جھٹلایا ہے، غلط قرار دیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو حضرت داؤدؑ نے کہا تھا کہ کوئی ولی ایسا نہیں جس کی سات پشتیں خدا تعالیٰ کے فضلوں کی وارث نہ بنائی جائیں اور کسی ولی کی اولاد سات پشتوں تک بھوکی نہیں مرنے دی جاتی۔ تو آپ کی تو ابھی تیسری چوتھی نسل ہے، سات پشتوں تک آنے میں ابھی کچھ وقت باقی ہے۔ مگر یہ آیت ابھی بھی آپ کو دعوت دے رہی ہے۔ اب اگلی سات پشتوں کا بھی انتظام کر جاؤ۔ آج ضرورت کے دن ہیں، آج اگر تم نے خدا کی راہ میں خرچ کیا تو تمہارے حق میں خدا کی یہ تقدیر جاری ہوگی اور تمہاری اگلی سات نسلیں بھی تمہاری قربانیوں کا فیض کھائیں گی۔

> جب فتوحات کی نوبت بجنے لگے گی، جب جگہ جگہ سے فتوحات کی نوید سنائی دے گی، اس وقت پھر بھی قربانیاں تو خدا کی خاطر جاری رہیں گی کیونکہ یہ قربانیوں کا مضمون صرف ایسے چندوں سے تعلق نہیں رکھتا جو غلبہ دین کی خاطر دئے جاتے ہیں بلکہ مستقل انسانی ضروریات سے تعلق رکھتا ہے اور یہ ضروریات کبھی ختم نہیں ہو سکتیں لیکن وہ قربانیاں اور ہونگی۔ یہ پہلی قربانیاں اور ہونگی

پس یہ آیت غیر معمولی اہمیت کا پیغام رکھتی ہے اسے سمجھنا چاہئے اور آج کل خصوصیت کے ساتھ دین کی راہ میں قربانیوں کے معیار کو بڑھانا چاہئے۔ جہاں تک "قاتلوا" کا تعلق ہے قتال مختلف حالات کے مطابق مختلف معانی رکھتا ہے اور آج کل کے دور میں یہ تبلیغ ہی قتال ہے۔ اور مجھے ذرہ بھی شک نہیں کہ وہ چونکہ جہاد اکبر بھی ہے اور اس میں بعض دفعہ قتال کی صورت بھی پیدا ہو جایا کرتی ہے خواہ یک طرفہ ہی ہو۔ مگر قربانیوں کی راہوں کی طرف تبلیغ بلاتی ہے اور قربانیوں کی راہوں سے بعض دفعہ انسان قربانیاں دیتے ہوئے گزرتا ہے۔ بعض دفعہ قربانیوں کی راہوں پر چلنا ہی قربانی سمجھا جاتا ہے، بعض دفعہ قربانیاں لی بھی جاتی ہیں۔ تو قتال سے آج کل کے حالات سے مراد دعوت الی اللہ ہے اور بہت سے ایسے دعوت الی اللہ کرنے والے ہیں جن کو اسی راہ میں سزائیں ملتی ہیں، مل رہی ہیں۔ اور اس کے باوجود بڑے شوق سے اور بے خوف ہو کر اس راہ میں آگے قدم بڑھا رہے ہیں۔ صرف پاکستان کی بات نہیں، ہندوستان میں بھی ایسا ہو رہا ہے۔ بعض دوسرے ممالک سے بھی بعینہ اسی قسم کی اطلاعیں مل رہی ہیں کہ دعوت الی اللہ کے نتیجے میں سخت سزائیں دی گئیں اور بعض جگہ قتل کر دئے گئے، بعضوں کے گھر جلا دئے گئے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دعوت الی اللہ کرنے والے بے خوف اس راہ میں مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں۔ تو آج کل کی قربانیوں کی جو جزاء ہے وہ بہت زیادہ ہے اور عام حالات کی قربانیوں سے ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ پھر جب آپ کو اللہ تعالیٰ وارث بنا دے گا ان قوموں کا جنہوں نے آپ پر ظلم کئے اور ان کے اموال آپ کے سپرد کر دئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر بھی قربانیوں کا دور ختم نہیں ہوگا۔ ہم پھر بھی تم سے تقاضے کریں گے کہ خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ پس وہ جو خیال کرتے ہیں کہ جب احمدیت غالب آجائے گی تو چندے ختم ہو جائیں گے ان کا یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے احمدیت غالب آجائے گی تو احمدیت ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ خدا کی راہ میں مالی قربانی دین کا ایسا لازمی حصہ ہے جس کے بغیر دین زندہ رہ ہی نہیں سکتا اور خدا تعالیٰ نے جان کے ساتھ مال کا سودا کیا ہوا ہے اور یہ ایک دائمی تعلیم ہے۔ اس لئے میں نے یہ آیت آپ کے سامنے رکھی ہے تاکہ آپ کو علم ہو کہ قربانیاں جاری رہنی چاہئیں اور اسی کی ہمیں اپنی اولادوں کو نصیحت کرتے رہنا چاہئے کہ جو کچھ ملے اس میں سے خدا کی راہ میں ضرور خرچ کرو۔

سورہ الحدید آیت آٹھ میں ہے "آمنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ" اللہ پر ایمان لاؤ اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جو کچھ، جس چیز کا بھی تمہیں اس نے مستخلف بنایا ہے اس میں سے بھی خرچ کرو۔ "مستخلفین" کا مطلب ہے جنہوں نے ورثے میں پہلی قوموں کی جائیدادیں پائی ہوں۔ ایسا عظیم انقلاب برپا ہو گیا ہے کہ لوگ جو دنیا کے مالک بنے ہوئے تھے ان کے وجود کو خدا نے مٹا دیا اور وہ اپنا سب کچھ تمہارے حق میں چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان کی جائیدادیں تمہارے نام منتقل کر دی گئیں۔ یہ "مستخلفین" کا مضمون ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس وقت یہ نہ سمجھنا کہ اب تو ہمیں ان قوموں کا ورثہ مل گیا اب کیوں قربانیاں دیں۔ فرمایا تمہاری زندگی کی بقاء کے لئے ضروری ہے کہ تم قربانیاں دو یا تمہاری بقاء کے لئے ضروری ہے کہ تم قربانیاں دو۔ "فالذین آمنوا منکم وانفقوا لھم اجر کریم" پھر وہ لوگ جو تم میں سے ایمان لانے والے ہونگے۔ یعنی ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے پھر فرمایا ہے "فالذین آمنوا منکم وانفقوا" یاد رکھنا اس وقت بھی انفاق کے ساتھ ایمان کی شرط لگی رہے گی۔ اگر قربانی دو گے اور ایمان کے ساتھ دو گے تو وہ مقبول ہوگی۔ اور اگر ایمان کے بغیر ویسے ہی قومی جذبوں سے قربانیاں دے رہے ہو یا بنی نوع انسان کی ہمدردی میں دے رہے ہو تو اس کا اجر اللہ پر نہیں ہے۔ اس کا اجر تو تمہاری تمنا کا پورا ہو جانا ہی ہے۔ پس جتنی بھی زیادہ خدا تعالیٰ سے اپنی قربانیوں کی قیمت وصول ہو سکتی ہے کرنی چاہئے۔ کیونکہ اللہ مالک ہے اور اس پر کسی قیمت کا ادا کرنا دوبھر نہیں ہے۔ اس کی میراث ہے ساری دنیا، ساری کائنات۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میراث ہوتے ہوئے پھر وہ انفاق کیوں چاہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میراث لینے کا قانون بنا رکھا ہے اس نے۔ تجارتوں میں سودے کے قوانین ہوتے ہیں۔ آپ کچھ کرتے ہیں تو اس کے بدلے آپ کو کوئی چیز ملتی ہے۔ تو اللہ کی میراث کا مطلب یہ تو نہیں کہ چونکہ اللہ کی میراث ہے، اللہ کے سب بندے ہیں، ساری میراث اللہ سب کے سپرد کر دے۔ اگر یہ ہو تو پھر تو امیر غریب کی تفریق ہی نہ مٹ جائے بلکہ تمام نظام اقتصادیات تباہ ہو جائے۔ ہر بندہ خدا کا بندہ، ساری جائیداد خدا کی جائیداد، سب کو برابر تقسیم کر دے اور تقسیم کر دے برابر تو ہر ایک کو اتنی مل جائے کہ جتنا ساری کائنات کی دولت ہے کیونکہ وہ دینے کے بعد پھر بھی خدا کے پاس لامتناہی بچی رہتی ہے۔ تو یہ بچگانہ سوالات ہیں۔ بغیر تدبیر کے لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ ایک طرف اللہ کہہ رہا ہے "میراث السماوات" میری ہیں دوسری طرف کہتا ہے خرچ کرو میری راہ میں۔ بتا رہا ہے کہ میراث کے مالک بننا ہے، میرے ساتھ، اگر تم نے مجھ سے کچھ حاصل کرنا ہے اس ساری دولت میں جو میری ہے تو یہ تجارتی طریق ہے جو تمہیں بتا رہے ہیں۔ تبھی اس کو واضح طور پر تجارت فرماتا ہے "تجارۃ لن تبور" ایسی تجارت ہے جو کبھی گھاٹے کی تجارت نہیں بن سکے گی۔ تو اللہ کا تو ہے پھر لینے کا طریقہ کیا ہے۔ لینے کا طریقہ ہے تم کچھ خرچ کرو اس کے بدلے تمہیں زیادہ ملے گا۔ اب دنیا میں بھی تو آپ اسی طرح کرتے ہیں۔ یہ تو نہیں کرتے کہ آپ ایک دھیلے کا خرچ نہ کریں اور توقع رکھیں کہ سارے آپ کو اپنے اموال دے جائیں۔ منافع کے سودے کا نام تجارت ہے۔ گویا اپنا حصہ ڈالنا پڑتا ہے۔ پس یہ دو قسم کی تجارتیں ہمیں بتائی گئی ہیں۔ ایک وہ جو روزمرہ مالی قربانی ہے اس کے بغیر تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی بھی حصہ اس کی لامتناہی دولت میں سے نہیں ملے گا۔ اگر اللہ کی میراث سے اس نئے قانون کے ذریعے کچھ حاصل کرنا ہے جو فضل کے طور پر ملتا ہے تو تمہیں کچھ حصہ ڈالنا پڑے گا۔

اب دنیا میں اس پہلو سے ہمارے سامنے حقیقت میں تین تجارتیں آئیں گی۔ آپ کو سمجھانے کی خاطر یہ تفصیل بتا رہا ہوں۔ ایک ہے وہ تجارت جو دنیا کی تجارت ہے ہر قسم کی تجارتیں اس میں شامل ہیں اور اس میں قانون یہ ہے کہ ایمان کی کوئی شرط نہیں اور کسی کی خاطر کچھ خرچ کرنے کی کوئی شرط نہیں ہے۔ عام تجارت ہے، آپ جتنا پیسہ ڈالیں گے اگر عقل سے کام لیں گے تو اس سے زیادہ آپ کو واپس مل جائے گا۔ اگر عقل سے کام نہیں لیں گے تو جو ڈالا ہے وہ بھی ضائع ہو جائے گا۔ یہ دنیا کا عام تجارت کا قانون ہے۔

ایک تجارت یہ ہے کہ آپ کی عقل کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے، صرف ایمان کا دخل ہے۔ اگر آپ کو یہ علم ہو جائے کہ ہر چیز کا مالک خدا ہے اور وہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر تم ایمان کے ساتھ میری خاطر خرچ کرو تو تمہاری تجارت کے فائدے کا ذمہ دار میں ہوں۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اس تجارت میں کوئی گھاٹا نہیں ہوگا۔ سب سے زیادہ یقینی یہ تجارت ہے جو کبھی ہلاک نہیں ہوگی۔ یہ ان دونوں تجارتوں میں لازماً بہت زیادہ اعلیٰ درجے کی تجارت ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی اعلیٰ ہے کہ تجارت دنیا میں ہی فائدہ نہیں دیتی بلکہ مرنے کے بعد بھی دے گی اور آپ کا مال یہیں بڑھتا ہوا بند نہیں ہو جائے گا بلکہ مرنے کے بعد بھی بڑھتا رہے گا۔ تو ایسی تجارت جو لامتناہی ہو جاتی ہے کبھی ختم نہیں ہوتی اس تجارت سے بدرجہا بہتر ہے بلکہ کوئی نسبت ہی نہیں ہے جو تجارت دنیا کی تجارت ہے۔

تیسری تجارت وہ ہے قرضہ حسنہ والی۔ اس کو انفاق نہیں کہا گیا، اس کو قرضہ حسنہ کہا گیا ہے۔ وہ تجارت ہے جب کہ دین کو ضرورت بھی ہے اور باوجود اس کے کہ اللہ زمین و آسمان کا مالک ہے، ساری

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

جائیداد، ساری کائنات اسی کی ہے پھر بھی وہ چاہتا ہے کہ آپ اس کام کو سنبھالیں اور پھر آپ کو اپنی کائنات میں سے وہ کچھ عطا کرے جو پہلی تجارت کے مقابل پر بہت زیادہ ہو۔ اور یہاں سود در سود کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سود آپ کی طرف سے سودے کے طور پر نہیں ہے بلکہ اللہ کی طرف سے عطا کے طور پر ہے۔ پس ضرورت کے وقت کے خرچ انفاق سے بڑھ کر قرضہ حسنہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور قرضہ حسنہ کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو قرضہ لینے والے کا پہلو ہے یعنی اللہ۔ اور ایک قرضہ دینے والے کا پہلو ہے یعنی خدا کا بندہ۔ قرضہ حسنہ اس کو اس لئے کہا گیا کہ دینے والا زیادہ کی نیت سے نہیں دیتا بلکہ دین کی ضرورت پوری کرنے کی خاطر دے رہا ہے۔ اس لالچ میں نہیں دیتا کہ وہ بڑھے گا۔ اور حسنہ کا دوسرا پہلو ہے لینے والے کا۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ لینے والا اتنا معزز ہے، اتنا کریم ہے کہ جب جانتا ہے کہ بے شرط کے دیا گیا ہے تو پھر بہت زیادہ بڑھ کے عطا کرتا ہے اور غیر مشروط قربانی کا لامتناہی اجر عطا کرتا ہے۔ یہ وہ تین قسم کی تجارتیں ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے۔ انسانی تجارت کا بھی، عام قربانی کی تجارت کا بھی اور قرضہ حسنہ کی تجارت کا بھی۔

جو دنیا میں خرچ کرنے ہیں اور خود اس کے فائدے اٹھاتے ہیں اس میں بھی خدا کی محبت کا عنصر شامل کر دو تو وہ بھی تمہارے لئے جزا بن جائے گا

پھر فرمایا کہ جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو اس کے پیچھے روح کیا ہونی چاہئے۔ وہ کون سی روح ہے جو اللہ کو پسند ہے اور سب سے زیادہ پسندیدہ قربانی کون سی ہوگی۔ فرمایا "لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون" اگر "بر" چاہتے ہو یعنی نیکی کا اعلیٰ درجہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم ہر گز "بر" کو حاصل نہیں کر سکو گے۔ جب تک کہ جو کچھ مال خرچ کرتے ہو اس سے تمہیں محبت ہو اور محبت والا مال خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ اس کے بہت سے پہلو ہیں۔ ان میں ایک پہلو جو پہلے بھی بارہا میں بیان کر چکا ہوں وہ یہ ہے کہ خدا کی خاطر جب پیش کرنا ہو تو محض تجارت کی غرض سے تو کرنا نہیں وہ تو قرضہ حسنہ بھی اگر ہو تو وہاں تجارت کا پہلو دینے والے کے پیش نظر نہیں ہوا کرتا۔ دینے والا تو محض ایک ضرورت پوری کرنے کی خاطر دیتا ہے اس کا ہی نام قرضہ حسنہ ہے۔ وہ کہتا ہے اگر میرا ہی لوٹا دو تو بس مجھے کافی ہو گا، اپنی ضرورت پوری کر لو۔ لینے والا بہت معزز ہے اس لئے وہ بڑھا کر دے گا۔ اس لئے نیت میں تجارت نہیں ہوتی مگر پھر بھی جانتا ہے کہ ہے تو سہی، دوں گا تو زیادہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اگلا درجہ اب بتا رہا ہے وہ ہے محبت کی تمنا۔ "بر" یہاں کوئی بھی اجر کی توقع نہیں ہے صرف اپنی ذات کو معزز بنانے کی توقع میں انسان خرچ کرے یعنی خدا کے نزدیک اس کی قیمت پڑ جائے۔ اور یہ پہلو وہ ہے جس کا مال کے خرچ میں محبت کے عنصر سے تعلق ہے۔ جب بھی آپ مال خرچ کریں اور ایسا مال خرچ کریں جس سے محبت ہو تو ظاہر ہے کہ وہ مال اس کی خاطر خرچ کر سکتے ہیں جس سے زیادہ محبت ہو، ورنہ نہیں کر سکتے۔ یہ ایک دائمی غیر مبدل فطری اصول ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ آپ کو جس سے پیار ہو آپ اس کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دیتے ہیں۔ بہت بہت قیمتی مال خرچ کر کے تحائف پیش کرتے ہیں۔ وہ جتنا بھی قیمتی تحفہ ہو اتنا ہی زیادہ آپ کو اچھا لگتا ہے۔ اور کسی ایسے شخص کو آپ نہیں دے سکتے جس سے آپ کو محبت نہ ہو۔ آپ کو تو صدمہ پہنچے گا اگر ایسے شخص کو وہ چیز ہاتھ آ جائے جو آپ کو پیاری ہو اور وہ شخص کم پیارا ہو۔ آپ سمجھتے ہیں نقصان ہو گیا۔ اگر اس سے محبت زیادہ ہو جس کی خاطر دیتے ہیں تو پھر اگر وہ نہ لے پھر صدمہ پہنچتا ہے۔ جس سے کم محبت ہو اگر وہ لے لے تو پھر صدمہ پہنچتا ہے۔ بعض دفعہ لوگ بے چارے دکھانے کی خاطر ہی یا اس خیال سے کہ اگلا انکار ہی کر دے گا کہہ بیٹھتے ہیں چلو اچھا پسند ہے تو لے لو۔ وہ سمجھتے ہیں کہے گا نہیں رہنے دو۔ وہ بعض دفعہ لے ہی جاتا ہے۔ سارا دن ان کا پچھتاوے میں گزرتا ہے میں کیا منہ سے کہہ بیٹھا۔ لیکن اگر محبت ہو اور وہ نہ لے پھر بھی دکھ میں گزرتا ہے مگر بہت زیادہ دکھ میں۔ ایک دن نہیں بعض دفعہ ہفتوں مہینوں اس کا دکھ رہتا ہے۔ بعض دفعہ ساری عمر اس دکھ میں کٹ جاتی ہے کہ میں نے اتنے پیار سے تحفہ دیا تھا اسے نامنظور کر دیا گیا۔ پس یہ محبت کے کھیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم تمہیں درجہ بدرجہ اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اور مالی قربانی میں بھی ہر مقام کے بعد ایک اور اعلیٰ مقام پڑا ہوا ہے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ تم "بر" ہو جاؤ خدا کے نزدیک یعنی خدا کے نزدیک تم ایسے نیکوں میں شمار ہو کہ ان سے اللہ محبت کرنے لگے تو پھر مال وہ خرچ کرو جس سے تمہیں محبت ہو۔ اب جتنی زیادہ اللہ سے محبت ہو اتنا ہی زیادہ وہ مال انسان خرچ کر سکتا ہے جس سے محبت ہو۔ جتنی کم اللہ سے محبت ہو اتنا ہی کم وہ مال خرچ کر سکتا ہے جس سے محبت ہو۔ ایسا حیرت انگیز فارمولا ہمیں سمجھایا گیا ہے جو Equation کی طرح حسابی طور پر کام کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی لکھا ہے اور عام ہمارا مشاہدہ ہے کہ بعض لوگ فقیروں کے لئے غریبوں کے لئے سڑی بسی ہوئی روٹیاں پرانے پھٹے ہوئے کپڑے سنبھال کے رکھتے ہیں کہ خدا کی خاطر دان دیا جائے۔ کہتے ہیں خدا کی خاطر اور دیتے ہیں وہ چیز جو نہایت بوسیدہ اور ذلیل ہو۔ قرآن کریم کی اس کی طرف بھی نظر ہے کوئی پہلو نہیں چھوڑتا۔ یہ عجیب کتاب ہے۔ فرماتا ہے، دیکھو خدا کی راہ میں ایسا خرچ نہ کرنا کہ اگر تمہیں ملے تو نہ لو سوائے اس کے کہ شرم سے آنکھیں جھکی ہوئی ہوں اور نظر اٹھا کے نہ دیکھ سکو پھر، کہ میں نے کیا ذلیل چیز قبول کر لی ہے۔ ایسی ہی حالت انسان پر اس وقت آتی ہے جب کہ غربت کی مار سے وہ ذلیل ہو چکا ہوتا ہے۔ عزت نفس ہو بھی تو بے اختیار ہو چکا ہوتا ہے۔ کوئی شخص بھی اس کو گری پڑی ذلیل روٹی بھی دے دے گا تو وہ لے لے گا مگر یہ محبت کے سودے تو نہیں ہیں یہ نفرت کے سودے ہیں۔ ایسی قربانی محبت نہیں پیدا کر سکتی یہ نفرت پیدا کر سکتی ہے۔ چنانچہ بسا اوقات ایسے لوگ اس گرہ کو دل میں باندھ رکھتے ہیں کہ جب ہمیں ضرورت تھی تو اس شخص نے ایسا ذلیل سلوک کیا تھا۔ پھر جب ان کو خدا توفیق دیتا ہے تو اگر کریم ہوں اور معزز ہوں تو ان کو بہت زیادہ اور اعلیٰ دے کر اپنا بدلہ اتارتے ہیں مگر یہ بدلہ ضرور اتارتے ہیں۔ اور اگر وہ کمینے لوگ ہوں تو جس طرح انہوں نے سلوک کیا اسی قسم کا ذلیل سلوک ان سے کر کے اپنے انتقام کی آگ کو بجھا لیتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کریم ہے وہ ایسی چیزوں سے پکڑتا نہیں، غض بصر کر جاتا ہے مگر قبول نہیں فرماتا۔ ایسی چیزیں پیش کرنا ہی گستاخی ہے۔ پس قرآن کریم فرماتا ہے ایسی قربانی نہ کرنا۔ اپنی طرف سے قربانی کر رہے ہو۔ تمہارے لئے اگر وہ قربانی پیش کی جائے تو شرم کے مارے جان نکل رہی ہو، آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکو کسی سے، دینے والے سے آنکھ نہ ملا سکو حیاء کے نتیجے میں۔ اس کے برعکس یہ ہے "لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون" خرچ کرنا ہے تو محبت کے نتیجے میں کرو۔ جہاں محبت بڑھ گئی وہاں خرچ کے معیار یا خرچ کرنے کی جگہیں بھی بدلتی چلی جاتی ہیں۔ اب وہ سڑی بسی روٹی تو نہیں مگر ایک مہمان آیا ہے آپ اس کے لئے درمیانی تعلق رکھتے ہیں تو جو بھی گھر میں پکا ہے پیش کر دیتے ہیں ہاں ایک آدھ بیچ میں میٹھا بھی پکوا لیا یا جلدی سے بازار بھیج دیا اور کچھ نہیں تو Fish and Chips ہی اٹھا لاؤ مہمان آیا ہوا ہے۔ یہ محبت کا تقاضہ ہے۔ ایک مہمان آتا ہے تو دل چاہتا ہے کہ سب کچھ انسان نچھاور کر دے۔ دوڑتے پھرتے ہیں لوگ اس کو خوش کرنے کے لئے یہ بھی پکڑو وہ بھی پکڑو۔ اور بعض دفعہ اتنا تکلف کرتے ہیں کہ وہ مہمان دس دن بھی کھاتا رہے تو وہ پھر بھی بچ جائے اس سے۔ اور کہو کہ کیوں اتنا زیادہ پکا رہے ہو آخر ایک آدمی آ رہا ہے۔ تو کہتے ہیں ہم تو اپنا شوق پورا کر رہے ہیں۔ جتنا کھانا ہے کھا لینا اور چھوڑ دینا۔ اور بسا اوقات مجھے تجربہ ہوا ہے اپنے دوروں کے دوران کہ بعض دیہات میں جاتے ہیں اپنے اخلاص میں اتنا کھانا نہ صرف پکاتے ہیں بلکہ پلیٹ میں اتنا ڈال دیتے ہیں کہ تین دن میں بھی آدمی نہ کھا سکے۔ پلیٹیں بھی بعض دفعہ دیہات میں کافی بڑی ہوتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے مجمعوں میں وہ ایک ایک پلیٹ ڈالتے ہیں۔ کئی دفعہ میں نے کہا یہ دیکھو مجھ میں طاقت نہیں ہے، ہو ہی نہیں سکتا میں کھاؤں۔ انہوں نے کہا نہیں جب بھوک ختم ہو چھوڑ دینا مگر ہمیں شوق پورا کرنے دو۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو اتنا کھلائیں تو یہ محبت کی باتیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ بھی پھر اتنا ہی قبول فرماتا ہے جو اعزاز کی خاطر قبول کیا کرتا ہے۔

جن کے دل اللہ کی محبت میں سرد پڑ چکے ہوتے ہیں ان کے اموال میں Energy نہیں ہوتی، ان کی ساری قربانیاں طاقت سے عاری ہو جاتی ہیں

آپ پیش محبت سے کریں تو بسا اوقات وہ سارا لیا ہی نہیں جاتا مگر قبول ان معنوں میں ہو جاتا ہے کہ اس کے نتیجے میں اس سے بھی بڑھ کر محبت عطا ہوتی ہے جتنی کہ آپ نے سودا کیا تھا اور یہ سب سے اعلیٰ قربانی کا طریق ہے۔ اس نیت سے قربانی کریں تو پھر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کے اموال ہی میں برکت نہیں پڑے گی وہ تو پڑنی ہی پڑنی ہے وہ ایک ضمنی چیز ہے، ضمنی بھی ایسی کہ آپ کو اس کی تمنا بھی نہیں ہے۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ اپنے محبوب کو آپ تحفہ دیں تو وہ بھی آگے سے تحفہ دیتا ہے۔ لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس تحفے سے انسان شرمندہ ہو جاتا ہے۔ محبت کے نتیجے میں خوش تو ہوتا ہے لیکن اسے لگتا ہے کہ میں چاہتا تھا کہ میرا ہی تحفہ اس طرف رہے اس کی طرف سے بھی آ گیا، اب میں کیا کروں۔ تو اللہ تعالیٰ کو تو اس میں آپ ہرا نہیں سکتے اس نے تو دینا ہی دینا ہے اور اتنا دینا ہے کہ آپ کے تحفے ہمیشہ اس کے مقابل پر ذلیل اور حقیر ہو جایا کریں گے مگر سب سے بڑا سودا محبت کا ہے۔ جو محبت اس کی عطا ہو گی وہ آپ کے لئے بھی ذرہ ذرہ بھی ایسا کہ آپ اس کو لینے کے لئے جان بھی قربان کر دیں تو لیں اور ہو گی بھی اتنی کہ لامتناہی ہے۔ آپ سے سمیٹی نہ جائے۔ اس دنیا میں بھی خدا کی محبت نصیب ہو گی اس

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

دنیا میں بھی خدا کی محبت نصیب ہوگی۔

پس جن قوموں نے مال کے سودے کرنے ہیں اور قربانیاں کرنی ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ ان کی باریک راہوں کو دیکھیں اور سمجھیں اور اپنی قربانی کی سب سے زیادہ قیمت لیں۔ اور اللہ کی محبت قربانی کی سب سے زیادہ قیمت ہے۔ اسی کے نتیجے میں انسان "بر" بنتا ہے۔ "بر کریم" ایسا جو واقعۃً معزز ہو جاتا ہے اور دنیا کے معاملات میں بھی وہ معزز کہلاتا ہے۔ پھر اس کے دنیا سے سلوک بھی کریمانہ ہو جایا کرتے ہیں۔ پس اللہ کرے کہ ہمارے ہاں سب سے زیادہ مالی قربانی والے ایسے پیدا ہوں۔ جو محبت الٰہی کی وجہ سے قربانی کریں اور ایسے اموال پیش کریں جو چاہتے ہوں کہ محبت ہو تو پیش کئے جائیں ورنہ نہ پیش ہو سکیں۔ اب وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیاوی طور پر بہت حصہ پاتے ہیں، امیر ہو جاتے ہیں اب ان کا مال کی محبت کا معیار بھی ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ ایک غریب آدمی کی مال سے محبت جو ہے وہ اگر اس کو ہزار روپیہ ملتا ہے یعنی آج کل کے زمانے میں پاکستان میں تو ہزار بھی ایک غربت کا نشان ہے، اس میں اگر وہ سو بھی دے تو بہت بڑی قربانی ہے۔ کیونکہ وہ جو ہزار ہے وہ اس کی روز مرہ کی ضرورتیں پوری نہیں کر سکتا۔ اس لئے سو کی بحث نہیں رہی یہ بحث ہے کہ جو مال پیش کر رہا ہے اس سے محبت ہے کہ نہیں اور ضرور تمند سے زیادہ کون مال سے محبت کر سکتا ہے۔ پس جتنا غریب ہو اتنا ہی اس کا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے۔ یہ بھی اس آیت کا پیغام ہے جو بہت ہی لطیف ہے کہ تم وہ خرچ کرو جس سے تمہیں محبت ہے پھر خواہ تھوڑا بھی ہو اگر محبت زیادہ ہے تو اجر محبت کے نتیجے میں ملے گا نہ کہ مال کی مقدار دیکھ کر دیا جائے گا۔ پس اس نے بڑے اور چھوٹے کو کس طرح دیکھیں ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا اور غریب کے لئے بھی کوئی شکوے کی اور حسرت کی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ جتنا غریب اتنا ہی تھوڑے سے مال سے اس کی محبت زیادہ، جتنی محبت زیادہ اتنا ہی اس کا خرچ خدا کے نزدیک زیادہ مرغوب اور مقبول اور اتنا ہی بڑا محبت کا اجر اسے عطا ہوگا۔

تم وہ خرچ کرو جس سے تمہیں محبت ہو پھر خواہ تھوڑا بھی ہو اگر محبت زیادہ ہے تو اجر محبت کے نتیجہ میں ملے گا نہ کہ مال کی مقدار دیکھ کر دیا جائے گا

پس بظاہر فرق ہیں امیر اور غریب میں لیکن اللہ تعالیٰ کا جو نظام جاری ہے وہ ہر فرق کو مٹا دیتا ہے۔ اور آخری فیصلہ ایک شخص کے دلی تعلق ہی کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ تان ٹوٹتی ہے تو اس کی نیت کے اچھے یا بد ہونے پر ٹوٹتی ہے۔ اور باقی جو چیزیں ہیں خرچ یہ ایک ظاہری سا ایک نسبتاً ایسا نظام دکھائی دیتا ہے جو بنیادی اہمیت نہیں رکھتا۔ بنیادی اہمیت اس تعلق ہی کی رہتی ہے جس تعلق کے نتیجے میں آپ مال خرچ کرتے ہیں یا جس کی کمی کے نتیجے میں آپ ہاتھ روک لیتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ ایسے بھی تو لوگ ہیں جو دین میں خرچ نہیں کرتے مگر دنیا میں ان کے ہاتھ کھلے ہوتے ہیں اور بہت خرچ کرتے ہیں۔ ان کا کیا ہوگا، ان کا خرچ کیا معنے رکھتا ہے۔ فرمایا "مثل ما ینفقون فی ھذہ الحیٰوۃ الدنیا" یعنی وہ لوگ جو خدا سے ہاتھ روکتے ہیں ان میں سے ایسے بھی ہیں جو دنیا میں بہت کھلا خرچ کرنے والے ہوتے ہیں لیکن ان کے خرچ کی حیثیت یہ ہے کہ "کمثل ریح فیھا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسھم فاھلکتہ" ان کی مثال ایسی ہوا کی طرح ہے "فیھا صر" اس میں یخ بستہ ہوائیں ہوں۔ ایسی تیز ہوا چلے جس کے اندر بعض حصے یخ بستہ کر دینے والے ہوں جیسی بعض دفعہ شنوب چلتی ہے کینیڈا وغیرہ میں، بعض ممالک میں اچانک آتی ہے اور وہ سب کچھ اپنی سردی کی وجہ سے جلا کے راکھ کر دیتی ہے۔ اتنی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ بھی کھینچا ہوا ہے باوجود اس کے قرآن کریم عرب میں نازل ہوا ہے جہاں اس قسم کی ٹھنڈی ہواؤں کا تصور نہیں تھا مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو ایسے خرچ نہ کرنا دنیا والوں کی طرح جن کے خرچ کے نتیجے میں جو مثال بنے گی ایسی ہوگی جیسے کسی نے زمیندارہ کیا، محنت کی، پھل لگائے اور پھر ایک بہت ہی سرد ہوا چلی ہے جس نے سب کچھ جھلس کے رکھ دیا ہے۔

اب یہ سوال اٹھتا ہے کہ سرد ہوا سے کیوں نسبت دی گئی گرم بگولوں سے کیوں نسبت نہ دی گئی۔ اصل میں جن کے دل اللہ کی محبت میں سرد پڑ چکے ہوتے ہیں ان کے اموال میں Energy نہیں ہوتی ان کی ساری قربانیاں طاقت سے عاری ہو جاتی ہیں۔ اور دنیا میں جو آپ کو قربانیاں دکھائی دیتی ہیں یہ بے معنی ہیں۔ ان کے کسی کام نہیں آسکتیں۔ کیونکہ اصل فیصلہ یہ ہوگا کہ اللہ کی محبت کی گرمی سے کچھ خرچ کیا گیا ہے یا اس کے فقدان کے نتیجے میں ایک مرے ہوئے، ٹھنڈے دل نے خرچ کیا ہے۔ اور جو مرا ہوا ٹھنڈا دل خرچ کرے گا اللہ نتیجہ وہی نکالے گا خواہ دنیا پر آپ کتنی ہی گرم جوشی سے خرچ کریں لیکن ٹھنڈی ہوا جو آپ کے دل کی خدا سے سرد مہری کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے وہ بالآخر اس کو ہلاک کر دے گی۔ تو خدا تعالیٰ نے مثالیں دی ہیں ان میں بھی گہری حکمتیں ہیں۔ یہاں محبت کی گرمی یا محبت کے فقدان کی سردی مراد نہیں اور جن کے دل خدا کی محبت سے عاری ہوں ان کے دل خدا پر ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اور وہی سردی ہے ان کے دلوں کی جو ان کی محنتوں کو ہلاک کر دیا کرتی ہے۔ "وما ظلمھم اللہ ولکن انفسھم یظلمون" اس کے نتیجے کی سمجھ آجاتی ہے۔ اگر آپ پہلی آیت کو سمجھ لیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے تو ان پر ظلم نہیں کیا۔ اگر وہ مضمون نہ سمجھیں جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے تو پھر یہ نتیجہ عجیب سا لگتا ہے۔ ایک طرف اللہ کہتا ہے چلاتا تو خدا ہی ہے اور ایک زمیندار کے سارا سال کی محنت بھی برباد ہو جاتی ہے اور پھر بھی اللہ کہتا ہے کہ ہم نے ظلم نہیں کیا انہوں نے خود ظلم کیا۔ انہوں نے خود ظلم اسلئے کیا کہ اپنی قربانیوں کی ہلاکت کا سامان پہلے ہی دل میں سمیٹ رکھا تھا۔

ہیولا برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا

وہ خون گرم غریب کا جو امیر چوس جائے، غالب کہتا ہے کہ برق جو گرتی ہے خرمن پر یہ وہی غریب کا چوسا ہوا خون ہے جو برق بن کر برستا ہے۔ اور یہاں تمہاری اللہ کی محبت سے سرد مہری ہے جو یخ بستہ ہوا بن کر چلے گی تمہارے اعمال پر اور ان سب کو بے نتیجہ اور بے حقیقت کر کے دکھا دے گی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو دنیا پہ جو بھی آپ خرچ کریں اس کا یہی نتیجہ نکلے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمیں مالی نظام کے باریک پہلو سمجھائے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ جو خرچ بظاہر ہم دنیا پہ بھی کرتے ہیں ان میں بھی اللہ کی محبت کی گرمی پیدا کی جا سکتی ہے اور اگر کر دی جائے تو وہ دنیا کا خرچ عبادت بن جاتا ہے۔ اب اس کی مثال اس سے بہتر نہیں دی جا سکتی کہ انسان اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کرتا ہے۔ کبھی خاص طور پر پیار کی موج آئی ہو تو ہاتھ سے لقمہ بنا کے اس کے منہ میں ڈالتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ لقمہ بھی اگر تم خدا کی محبت کو غالب کرتے ہوئے بیوی کو راضی کرنے کی بجائے اس خیال سے ڈال دو کہ میرا اللہ چاہتا ہے کہ میں اس سے حسن سلوک کروں اس کو تو مزہ آئے گا ہی، وہ تو اسی طرح لطف اٹھائے گی جس طرح تم نے لقمہ ڈالا ہو کسی اور نیت سے۔ مگر تم ایک اور لطف اٹھا لو گے تمہیں بیوی کی رضا بھی حاصل ہو جائے گی اور اللہ کی رضا بھی حاصل ہو جائے گی۔ وہی تمہارا فعل جو خدا کی محبت کی گرمی سے ہوگا یہ نشوونما پانے والا ہوگا یہ بہترین نتائج ظاہر کرنے والا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہمیں تسلی دلا دی کہ مومن خواہ بظاہر دنیا پر بھی خرچ کر رہا ہو اگر یہ نسخہ یاد رکھے کہ جو کچھ بھی کرے اس میں رضائے باری تعالیٰ کا پہلو غالب رہے تو پھر اس کا ہر خرچ برکتوں والا ہے اور دین و دنیا میں وہ خدا تعالیٰ کے حضور نشوونما پانے والا بنے گا اور اللہ کے فضل کی رحمتیں اور برکتوں کی ہوائیں اسے ایسی سرسبز لہلہاتی ہوئی کھیتیوں میں تبدیل کر دیں گی جو بڑی کثرت سے پھل دیتی ہیں اور ان کے پھل کی حفاظت کی ذمہ داری بھی آسمان سے اترا کرتی ہے۔ پس ایسے سودے کیوں نہ کریں خرچ تو ہم نے کرنے ہی ہیں مگر جو خدا کی راہ میں خرچ کریں وہ ایسی نیت سے کریں کہ اس سے بہتر اجر سوچا بھی نہ جا سکتا ہو اللہ کی محبت میں۔ جو دنیا میں خرچ کرنے ہیں اور خود اس کے فائدے اٹھانے ہیں اس میں بھی خدا کی محبت کا عنصر شامل کر دو تو وہ بھی تمہارے لئے جزا کا موجب بن جائے گا۔ ہر خرچ خدا کی خاطر کیا ہوا خرچ بن سکتا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک اور بہت ہی لطیف مثال دیتے ہیں کہ کس طرح نیتوں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ اموال میں ایسی برکت دیتا ہے کہ بعض دفعہ عام قانون قدرت سے ہٹ کر ایسے لوگوں کے اموال میں برکت کے سامان کئے جاتے ہیں اور ان کی نشوونما کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اور یہ حدیث مسلم کتاب الزہد سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ

احمدی بھائیوں کی اپنی قابل اعتماد ٹریول ایجنسی

ہوائی سفر کیلئے

INDO-ASIA REISEDIENST

کی خدمت کے نئے انداز

دنیا کے گرد پھیلے ہوئے پانچ براعظموں میں کسی بھی ملک میں سفر کرنے کیلئے مناسب داموں پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کریں اور

اسی طرح پاکستان کے مختلف شہروں کے بارعایت ٹکٹ کے حصول کیلئے ہماری خدمات سے بھرپور فائدہ اٹھائیں

جلسہ سالانہ قادیان کیلئے

P.I.A کی خصوصی پیشکش

بکنگ جاری ہے

۴ افراد پر مشتمل کنبہ کیلئے ٹکٹ میں ۱۰ فیصد رعایت

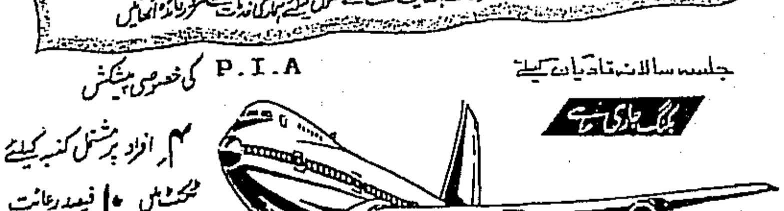

امریکہ اور کینیڈا کیلئے —— Last Minute Price

سٹٹگارٹ میونخ ہمبرگ Düsseldorf سے کراچی ab 980,-

عمرہ یا حج کی ادائیگی ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے، پاکستان جاتے ہوئے اس اہم ترین سفر کے لئے ہم سے رابطہ کیجئے اور اپنی نشست محفوظ کرا لیجئے۔ مسافروں کا آرام ہمیشہ ہماری اولین ترجیح رہا ہے

آپ جرمنی کے کسی بھی ایئرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ ڈائریکٹ لاہور اور اسلام آباد فضائی سفر کر سکتے ہیں

نیز ہمارے ہاں انگریزی اور اردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کرانے کا بندوبست بھی موجود ہے

آپ کی خدمت کے منتظر

منیر احمد چوہدری (ایئرپورٹ سوشل ڈینسٹ) عبدالسمیع (ویڈیو کیسٹ والے)

Indo - Asia Reisedienst

Am Hauptbahnhof 8-60329 Frankfurt

Tel. : 069 - 236181

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک آدمی بے آب وگیاہ جنگل میں جا رہا تھا۔ بادل گھرے ہوئے تھے یعنی ایسے جنگل میں تھا جہاں خشکی تھی اور گھاس کی پتیاں بھی نہیں اگتی تھیں۔ لیکن بادل بہت گھر کر آئے ہوئے تھے۔ اس نے بادل سے ایک آواز سنی کہ اے بادل تو فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔ اور وہ بادل اس جگہ کو چھوڑ کر ایک اور سمت چل پڑا۔ اب اس شخص کے دل میں تعجب پیدا ہوا کہ میں دیکھوں تو سہی یہ کیا بات ہے۔ وہ اس بادل کی پیروی میں جہاں جہاں وہ بادل جا رہا تھا اس طرف چل پڑا۔ یہاں تک کہ اس نے دیکھا کہ وہ بادل ایک نالے پر جاکر برسا ہے اور خوب برسا ہے۔ وہ اس نالے کے ساتھ ساتھ چل پڑا، دیکھا تو اسی نالے سے ایک شخص نے پانی نکال کر اپنے کھیتوں کی طرف رخ موڑا ہوا تھا۔ اس کو بادل سے جو آواز آئی اس میں اس کا نام بھی بتایا گیا تھا۔ اللہ کی طرف سے بادل کو حکم ملتا ہے کہ اے بادل میرے فلاں بندے کے کھیتوں میں جاکے برس۔ اس نے دیکھا تو اس نے اس سے پوچھا کہ بھائی تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے وہی نام بتایا جو بادل کی آواز کے ساتھ اس نے سنا تھا۔ اس پر اس نے کہا کہ مجھ سے یہ عجیب واقعہ ہوا ہے تو کرتا کیا ہے۔ مجھے بتا تو سہی کہ تیرے وہ کون سے اعمال ہیں جو اللہ کو اتنے پسند آگئے ہیں کہ بادلوں کو حکم دیتا ہے کہ جا اور میرے بندے کی خاطر برس۔ تو اس نے کہا کہ اب تم نے بات چھیڑ دی ہے بتا ہی دیتا ہے قصہ تو اب سن لو کہ میرا دستور یہ ہے کہ جو کچھ بھی مجھے آمد ہوتی ہے میں اس کا ۱/۳ پہلے خدا کے لئے نکال دیتا ہوں۔ پھر ۱/۳ کھیتی کا حق ادا کرنے کے لئے تاکہ آئندہ فصل کے لئے جو ضروریات ہیں وہ پوری کروں الگ کر دیتا ہوں۔ پھر جو ۱/۳ بچتا ہے وہ اپنے اہل و عیال پر، دوستوں پر اپنی دنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے خرچ کرتا ہوں۔ بس اتنا سا میرا کام ہے اور اللہ کو یہی بات پسند آگئی ہے۔

> **جب دین کی ضرورت ہو اس وقت تم دو تو تمہارے اموال کا بڑھانا اللہ پر فرض ہو جاتا ہے۔ اس وقت عام کرم کے علاوہ ایک دوسرا رحمت کا نظام جاری ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کے اموال میں غیر معمولی برکت دی جاتی ہے**

اس سے آپ کو یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ ہم نے جو نظام جماعت میں آپ دیکھتے ہیں کہ ۱/۳ تک وصیت کی اجازت ہے زیادہ کی نہیں یہ ایک مستقل آسمانی ہدایت ہے یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱/۳ کی شرط لگائی ہے۔ ۱/۱۰ وصیت میں کم سے کم اور ۱/۳ زیادہ سے زیادہ۔ لیکن ۱/۳ ہو یا ۱/۱۰ ہو اگر اللہ کی محبت کی خاطر خرچ کریں گے اور باقاعدہ نیت باندھیں کہ میں اپنے اللہ کو راضی کروں گا جو کچھ اللہ کا ہے وہ آپ کا ہو جایا کرتا ہے۔ خدا کی کائنات آپ کی خاطر مسخر کر دی جاتی ہے۔ اور اسی کی یہ مثال ہے کہ جو میں نے حدیث کی صورت میں آپ کے سامنے رکھی ہے۔

اب باقی باتیں انشاء اللہ بعد میں کروں گا اب وقت تھوڑا ہے میں بعض جنازوں کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ اکثر میرا طریق یہی ہے جیسا کہ پہلے خلفاء کا بھی تھا کہ حتی المقدور نماز جنازہ کو جمعہ کے ساتھ ملاتے نہیں، الگ رکھا جاتا ہے، بعد میں کیا جاتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ لوگوں کی وفات کے وقت طبعاً دل میں ایک جوش اٹھتا ہے کہ ان کے لئے جمعہ کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی جائے اور ایسی صورت میں میں پھر یہی فیصلہ کرتا ہوں۔ جماعت کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ میرے ان فیصلوں کے نتیجے میں مجھ پر یہ دباؤ نہ ڈالیں کہ جس کا دل چاہے اس کے عزیز کی نماز جمعہ کے ساتھ نماز جنازہ ہو۔ وہ زور دے کہ فلاں جمعہ کے بعد اس کا جنازہ بھی پڑھ دیں۔ یہ پھر رسم ورواج بن جائیں گے اس میں نفس کی انا کا دخل ہو جائے گا۔ اللہ کی محبت کا دخل نہیں رہے گا ان باتوں کو مجھ پر چھوڑ دیں۔ یہ درخواست کر سکتے ہیں کہ ہمارے فلاں عزیز کی نماز جنازہ غائب آپ پڑھا دیں یا حاضر ہو تو حاضر پڑھا دیں مگر وقت کی شرط نہ لگایا کریں۔

آج جو دو جنازے خصوصیت سے میرے پیش نظر ہیں ان کے علاوہ بھی بہت سے جنازے ہیں جن کا اعلان ہو چکا ہے۔ لیکن ایک ہمارے ابراہیم ...... یہ گلاسگو میں پانچ سال پہلے مسلمان ہوئے تھے مگر احمدی نہیں تھے۔ احمدیت کی وساطت سے نہ ان کو پیغام ملا نہ ان کو خیال آیا احمدی ہونے کا۔ ان کے دل میں اسلام کے نتیجے میں بوسنیا کے لئے قربانی کا جذبہ ابھرا اور محض اس اسلامی تعلق کی وجہ سے یہ بوزنیا کی خدمت کے لئے وقف ہو گئے اور مختلف جو قافلے جایا کرتے تھے مدد کے ان میں ان کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ ایک سال پہلے ان کا تعارف اتفاقاً جماعت سے اس طرح ہوا کہ جماعت کے ایک Convoy میں یہ بھی شامل ہو کر ایک اور ادارے کے چونکہ مستقل ممبر بنے ہوئے تھے یہ بھی شامل ہو کر ساتھ چلے گئے وہاں انہوں نے جس طرح احمدیوں کو خدمت کرتے دیکھا قریب سے ان کی عبادتیں دیکھیں، ان کا تعلق باللہ دیکھا، ہر موقع پر وہ دعا کر کے کام کرتے تھے۔ اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ بعد میں انہوں نے اپنے آپ کو احمدیوں کے قافلوں کے ساتھ جانے کے لئے وقف کر دیا اور مجھے آکر ملے اور مجھے کہا کہ میں نے قطعی طور پر احمدی ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے، آج سے میں احمدی ہوں۔ میں نے ان کو سمجھایا کہ آپ غور کر لیں آپ کو اختلافی مسائل بھی دیکھنے ہوں گے۔ انہوں نے کہا مجھے کچھ تو بتا دئے ہیں بعض احمدیوں نے مگر یہاں اختلافی مسائل کی بحث نہیں ہے مجھے جس اسلام سے اطمینان نصیب ہو رہا ہے وہ یہ اسلام ہے جس پر آپ عمل کر رہے ہیں اور مجھے طمانیت ہی نہیں مل سکتی دوسری جگہ۔ اس لئے آپ مجھے اپنے میں قبول کریں۔ اب مجھے یاد نہیں کہ باقاعدہ اس وقت ان سے بیعت فارم بھروایا گیا تھا کہ نہیں مگر یہ بات سن کر میں نے ان سے کہا کہ آپ آج کے بعد خدا کی نظر میں بھی احمدی اور میں بھی آپ کو احمدی ہی سمجھوں گا۔ انہوں نے کہا دعا کریں میں پھر خدمت پر جا رہا ہوں۔ چنانچہ مسلسل بوسنیا جانے والے قافلوں کی خدمت کرتے رہے۔ ابھی اطلاع ملی ہے یعنی چند دن پہلے کہ وہاں سرائیوو کے نزدیک ایک بارودی سرنگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے ان کی شہادت ہوئی ہے۔ چونکہ بوسنیا کے جہاد میں للہ شرکت کی ہے، نو مسلم ہونے کے باوجود، اتنا جذبہ جہاد تھا، اتنی قربانی تھی اس لئے ان کے لئے تو خصوصیت سے میرے دل میں یہی تحریک اٹھی کہ نماز جمعہ کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھائی جائے۔

> **خدا کی راہ میں مالی قربانی دین کا ایسا لازمی حصہ ہے جس کے بغیر دین زندہ رہ ہی نہیں سکتا اور خدا تعالیٰ نے جان کے ساتھ مال کا سودا کیا ہوا ہے اور یہ ایک دائمی تعلیم ہے**

دوسرے ہمارے عزیز مبشر احمد صاحب ہیں۔ جماعت جرمنی کے سرگرم کارکن اور فدائی احمدیت کے اور ایسا عشق تھا احمدیت سے اور خلافت سے کہ ان کی زندگی اس کام میں وقف رہتی تھی کہ کسی طرح مجھے خوشی کی خبر پہنچائیں۔ اور کوئی بھی تکلیف کی خبر کہیں پہنچتی تھی تو وہاں پہنچتے تھے، مجھے دعا کا تار دے کر جاتے تھے، خدمت کے لئے وقف ہوتے تھے۔ اور بار بار مجھے چھوٹی سی بھی امید کی خبر آئے تو فیکس کر دیا کرتے تھے کہ الحمد للہ اب اللہ کے فضل سے یہ Improvement ہو گئی ہے۔ یہ ہو گئی ہے، یہ ہو گئی ہے۔ ان کے اس اخلاص کی وجہ سے میں نے ان پر بوجھ بھی بہت ڈالے لیکن ہر بوجھ خوشی سے قبول کیا اور میری توقع سے بھی بڑھ کر ادا کیا۔ اس لئے میں نے ایک خطبے میں بھی ان کا ذکر کیا اور اس کے بعد جماعت جرمنی نے ان پر وسیع ذمہ داری ڈال دی اور مسلسل بڑی محنت کے ساتھ اس ذمہ داری کو ادا کرتے رہے بلکہ میں تعجب کرتا تھا کہ اتنی جلدی کس طرح انہوں نے وہ سارا کام کر لیا جو ساری جماعت جرمنی کے کارکنوں کو توفیق نہ ملی جن کو میں بارہا کہہ چکا تھا، کہتا رہا تھا کہ آپ یہ کام اس طرح کریں۔ نہ ان کو سمجھ آتی تھی نہ اس کی توفیق ملتی تھی۔ مگر جماعت جرمنی پر کوئی حرف نہیں ہے کیونکہ ان سے جن لوگوں نے تعاون کیا ہے وہ بھی تو جرمنی جماعت کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ بکثرت گروپس بنائے انہوں نے اور بڑی اعلیٰ روح کے ساتھ سب نے لبیک کہا۔ اور وہ کام جو کئی سال سے رکا ہوا تھا یا دو سال سے کہنا چاہئے رکا ہوا تھا اللہ کے فضل سے بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ یہ یہاں بھی اسی خدمت کے لئے آئے ہوئے تھے وہاں سے۔ کچھ ٹیپیں تیار کروا کے ہماری ایم ٹی اے کے لئے اپنی وین میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر یہاں پہنچے تھے۔ عشاء کے وقت میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا اسی دن آئے تھے تو انہوں نے مجھے بتایا مختصر اور کہا میں ابھی جا رہا ہوں۔ تو میرے دل پہ تردد ہوا، بوجھ پڑا کیونکہ بسا اوقات میں کارکنوں کو روکتا ہوں کہ اتنا بوجھ نہ لو انسان آخر انسان ہے۔ بعض دفعہ نیند کے غلبے سے مغلوب ہو کر حادثات بھی ہو جاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے ربوہ میں بھی ایک دفعہ پرانی بات ہے ہمارے فاروق کھوکھر صاحب ان کو بھی یہی جوش ہوا کرتا تھا کہ جب خدمت سپرد ہو تو نہ دن دیکھتے نہ رات اور نیند سے برا حال، مجبور ہوئے ہوئے کہ میں ابھی واپس جاؤں گا۔ ان کو میں نے سمجھایا کہ ٹھہریں ابھی ساری رات چل کے آئے ہیں، ابھی ناشتہ کیا ہے، اس کا بھی اثر ہوتا ہے آپ نہ جائیں۔ کہ نہیں نہیں آپ فکر نہ کریں میں بڑی Drive کر لیتا ہوں اور اس کے تین گھنٹے بعد ایک کار آئی کہ فلاں کار آپ کے رشتہ داروں کی تو نہیں تھی کوئی ہمیں اس کی بہکی بہکی باتوں سے لگ رہا ہے کہ وہ ربوہ کا تھا اور آپ کا عزیز تھا۔ تو پتہ لگا کہ سو گئے چلاتے وقت اور نہر کے جو بازو کا ایک بند سا ہوتا ہے سڑک چھوڑ کر موٹر اس بند میں ٹکرائی ہے اور اللہ کا خاص فضل ہی تھا جو اس کے باوجود زندہ بچ گئے ورنہ دیکھنے والوں کو امید نہیں تھی۔ تو میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ لوگوں کو چاہئے کہ یہ نصیحت مان لیا کریں۔ توفیق سے بڑھ کر اگر آپ اپنے اوپر بوجھ ڈالیں گے تو یہ جو قربانی ہے یہ غلطی کی قربانی ہے۔ اللہ نے نہیں مانگی۔ "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا" اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی توفیق سے بڑھ کر کام کرنے کے لئے پابند نہیں فرماتا۔ پس رک جایا کریں وہاں جہاں آپ کی ہمت جواب دے جائے۔

مگر بہرحال ان کو تو میں شہید ہی سمجھتا ہوں کیونکہ جس جذبے سے انہوں نے خدمت کی ہے اور آخر وقت تک کسی وجہ سے چاہتے تھے

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

M.A. AMINI TEXTILES

SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED 90" COTTON & CRIMPLENE, QUILT & BED SETTEE COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS ETC., ETC.

PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ

آج کے مسائل

(سارہ رحمان - لندن)

ہر انسان کو اپنی روز مرہ زندگی میں کئی قسم کے مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ یہ مسائل زندگی کے مختلف ادوار میں مختلف حیثیت اور مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔ مکرمہ سارہ رحمان صاحبہ نے ذیل کے مضمون میں اپنے مخصوص انداز میں سادہ الفاظ میں بعض معاشرتی مسائل اور ان کی وجوہات کو نمایاں کرتے ہوئے ان سے نمٹنے کے لئے رہنمائی کی ہے۔ یہ مضمون پڑھتے ہوئے ممکن ہے آپ کو یہ خیال آئے کہ یہ خود آپ کی، آپ کے بچوں کی یا آپ کے گھر کی ہی بات ہو رہی ہے۔ اور یہ مسائل آپ کے گھر میں موجود تھے یا ہیں۔ لیکن کبھی آپ کو اس بات کا موقعہ نہیں ملا کہ اپنی مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر ان مسائل کی طرف نظر کرتے۔ شاید یہ مضمون آپ پر ان بنیادی نوعیت کے مسائل کی اہمیت کو واضح کرنے کا باعث ہو اور آپ ان موجود مسائل کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کر کے ان کی اصل وجوہات پر غور کریں اور پھر مومنانہ عزم اور مضطربانہ دعاؤں کے ساتھ ان کے حل کی طرف توجہ دیں۔ اگر ایسا ہو تو سمجھیں گے کہ مضمون نگار کی محنت کام آگئی کیونکہ یہی اس مضمون کا مقصد ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مکرمہ سارہ رحمان صاحبہ آئندہ بھی اس پہلو سے مضامین لکھتی رہیں گی۔ اگر کوئی اور اہل علم و قلم بھی ان موضوعات پر لکھنا چاہیں تو بڑے شوق سے اپنی نگارشات ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہے یہ سنتے آئے ہیں کہ "جی زمانہ بڑا خراب آگیا ہے۔ آج کل کے بچے ہیں کہ توبہ! یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ طرح طرح کے الزام لگتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں تو یہ کچھ نہیں ہوتا تھا"۔ گویا کہ ہم نے کبھی کوئی غلطی یا ناپسندیدہ حرکت نہیں کی تھی۔ جبکہ اس وقت کے بڑے لوگ بھی ضرور زمانہ کو کوستے ہونگے۔ اصل میں ہم بھول جاتے ہیں کہ ہمارے اور نئی نسل کے درمیان کئی سالوں کا فاصلہ ہے اور اسی Generation - Gap کو زمانہ کی خرابی پر محمول کرتے چلے جاتے ہیں۔ سورج کے چڑھنے ڈھلنے سے دن، ہفتے، مہینے اور سال ہی زمانہ کہلاتا ہے۔ یہ قانون قدرت تو ازل سے اسی طرح چل رہا ہے۔ اس نے کیا خراب ہونا ہے کیونکہ ہر چڑھنے والا دن ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ تعلیم عام ہو رہی ہے اور اس کا معیار بڑھتا جا رہا ہے۔ سائنس کی دنیا کہاں جا پہنچی ہے۔ کمپیوٹر کئی گھنٹوں کا کام منٹوں میں کر کے رکھ دیتا ہے۔ نت نئی ایجادات ہوتی رہتی ہیں۔ غرضیکہ وقت کے ساتھ ساتھ زمانہ آگے بڑھ رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح بچے آہستہ آہستہ عمر کے ساتھ پہلے تھوڑا پھر زیادہ سمجھنا اور سیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ گھر اور اسکول ان دو جگہوں میں ان کی آئندہ زندگی کی بنیاد پڑتی ہے۔

ہر بچہ لڑکا ہو یا لڑکی اپنے ذوق اور عمر کے مطابق فیشن کے رواج کے ساتھ چلنا پسند کرتے ہیں۔ بالوں کے سٹائل بنا بنا کر دیکھتے ہیں کہ مجھے کون سے اچھے لگتے ہیں۔ بعض تو ہر دوسرے دن تبدیلی پسند کرتے ہیں۔ اگر کوئی بچہ یا بچی وقت اور ماحول کے مطابق نہ ہو تو لوگ کہیں گے "بے چارہ بڑا ہی سیدھا ہے۔ زمانے کا کچھ پتہ نہیں"۔ یا پھر اسے ابنارمل (Abnormal) سمجھ لیا جاتا ہے۔ چونکہ بچے ہتک آمیز ریمارکس پسند نہیں کرتے تو وہ زمانے کے ساتھ چلنے کی کوشش کرتے ہیں جس کو ہم "زمانہ خراب آگیا ہے" کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانے کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ہم آج کے زمانے کو برا کیوں کہتے ہیں۔ اپنے پیچھے کی طرف نظر دوڑائیں جب ہم چھوٹے تھے ہماری نانی اور دادی اماں کے اور ہمارے لباس کے رکھ رکھاؤ اور اٹھنے بیٹھنے میں کتنا فرق تھا۔ ہم میں بھی کچھ امنگیں تھیں۔ ادل بدل کرتے رہتے تھے۔ اگر اجازت مل جاتی تو کھلم کھلا ورنہ چھپ کر فیشن کر لیا کرتے تھے۔

بیرونی ممالک میں رہنے والے والدین کے لئے ان چیزوں کے علاوہ بھی مسائل ہیں۔ اپنے ملک میں گھر اور باہر تقریباً ایک ہی کلچر اور طرز زندگی ہے۔ باہر کی دنیا میں پروان چڑھنے والے بچوں کے لئے زندگی رسہ کشی کی طرح ہے۔ گویا لہروں کے ساتھ تیرنے کی بجائے ان کے خلاف مقابلہ کر کے منزل پر پہنچنا ہوتا ہے۔ گھر میں اسلامی ماحول، حیا اور حجاب کی قدروں کو پہچاننے کی تعلیم ہے مگر باہر ماحول بالکل مختلف آزادی، عریانی، لڑکے لڑکیوں کا آپس میں کھلم کھلا ملنا جلنا، دن رات اکٹھے گزارنا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اس طرح کے ملنے جلنے کی اجازت نہیں دیتا اس لئے والدین بھی بچوں کو اس طرح باہر وقت گزارنے کی اجازت نہیں دیتے کیونکہ غیر اسلامی زندگی سے بچانے کے لئے ہمیں اپنے بچوں کی فکر رہتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ بچوں کو اس خراب اور گندے ماحول سے کس طرح بچایا جائے جبکہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ آج کے ترقی یافتہ زمانہ میں ہمارے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ کسی نہ کسی لائن میں سپیشلائز کریں جس سے ان کا نام و مستقبل روشن ہو۔ مگر یہاں کی درس گاہوں میں مفید تعلیم کے ساتھ منفی اور اخلاق کو تباہ کرنے والی تعلیم کی راہیں بھی کھلی ہیں۔ جن سے بچانے کے لئے ہمارے پاس تو خدا تعالیٰ کی تعلیم ہے جیسا کہ بچے کی پیدائش سے قبل دعائیں کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کی نئی زندگی شروع ہونے سے قبل بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اے خدا! تو ہمارے بچوں کو دنیاوی علوم کے ساتھ قرآنی و دینی علوم سے بھی مالا مال کر۔ ان کے دلوں میں تیری یاد رہے اور کسی لحہ تیرے ڈر سے آزاد نہ ہوں اور ہمیشہ تقویٰ کی راہوں پر گامزن رہیں۔ بچوں کو شروع سے نماز کا پابند بنائیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے نماز پڑھنے والے بچے کو خدا تعالیٰ ضائع ہونے سے بچا لیتا ہے۔

بچوں کی تربیت میں ہم والدین کو ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانے کے ساتھ Flexcible بھی ہونا چاہئے۔ وقت اور ضرورت کے مطابق بچے کی بات مانیں۔ اگر آپ کے نزدیک اس کی بات ناقابل قبول ہے تو بچے کو پیار اور محبت سے اس کی بات نہ ماننے کی وجہ بتائیں۔ اپنے بچوں پر اعتبار کریں اور ان کو اس کا احساس ہو جائے کہ اپنے والدین کے اعتبار کا بھرم ضرور رکھنا ہے۔ بچوں کو احساس کمتری میں مبتلا کرنے کی بجائے باہمت اور عزت کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے تیار کریں۔ بعض والدین بچوں کو نہ اپنے دوستوں کے گھر جانے دیتے ہیں اور نہ ان کے دوستوں کو اپنے گھر آنے دیتے ہیں۔ یہ پابندی بھی بچے کو مجروح کرتی ہے جس دوست یا سہیلی کے ساتھ سکول میں کئی گھنٹے اکٹھے گزارتے ہیں تو کیا حرج ہے اگر وہ گھر میں آپ کی نظروں کے سامنے مل بیٹھیں۔ بلکہ اگر بچوں کے دوست آئیں گے تو ان کے ساتھ بھی محبت و شفقت سے پیش آئیں تو بچے کے دل میں اپنی ماں اپنے گھر سے محبت بڑھے گی اور وہ اس میں اپنی عزت محسوس کرے گا۔ اور پھر آپ اپنی بالغ نظر سے جائزہ لے سکیں گے اور کوئی نامناسب بات دکھائی دے تو اس کی اصلاح کی طرف توجہ دے سکیں گے۔

عام طور پر والدین اور بچوں میں بُعد بڑھتا جاتا ہے۔ ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ، بات بات پر ٹوکا ٹاکی، "تم بڑے کند ذہن و بے وقوف ہو"، کہتے رہنا، معمولی سی بات پر مارنا شروع کر دینا، ہر بات اور ہر حرکت میں نقص نکالنا۔ پیار و محبت جس کی انسان کو پیدائش کے دن سے دم مرگ تک ضرورت ہوتی ہے نہ ملنے سے بچے گھر سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اور وہ عزت و سکون ڈھونڈنے کے لئے باہر کے ماحول کو پسند کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جن کا نتیجہ ظاہر ہے بچے والدین کی فرمانبرداری چھوڑ کر آگے مقابلے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور گھر کو خیرباد کہہ جاتے ہیں۔ سختی اور درشتی کی بجائے بچوں کے ساتھ دوستانہ ماحول میں بات کریں۔ ان کے مسائل و مشکلات سنیں۔ بچوں کو محبت سے اللہ کے حوالے سے بات سمجھائیں تو وہ سمجھ جاتے ہیں۔ بلکہ والدین کے پیار اور ٹرسٹ کو جانتے ہوئے جب وہ آپ سے کچھ چھپائیں گے نہیں تو آپ کو ان کی تربیت کا موقع ملتا رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اپنے بچوں کی عزت کرو" آپ اپنے بچوں کی عزت کریں گے تو وہ آپ کی اور بھی زیادہ عزت کریں گے۔ ہر چھوٹے اور بڑے کی اپنی نظر میں اس کی ایک عزت ہوتی ہے۔ اس کو قائم رکھیں تو بچے کمتری کے احساس میں ڈوبنے سے بچ سکتے ہیں۔ اگر بچپن سے ہی بچوں کے ساتھ عزت و پیار کا معاملہ کریں گے تو وہ بھی بڑوں کا ادب و لحاظ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور گھر میں پر سکون اسلامی ماحول قائم ہو جائے گا۔

ایک اور چیز جو زہر قاتل ہے اور بچوں کو گھر سے بےزار کر دیتی ہے وہ والدین کے آپس کے جھگڑے ہیں۔ عام طور پر چھوٹی چھوٹی باتوں پر باپ بچوں کے سامنے ماں کو ڈانٹ دیتا ہے اور گھر میں شور پڑ جاتا ہے۔ بچے ماں کو روتا دیکھ کر، اس کی بے بسی سے متاثر ہو کر اندر سے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ اور اس قلعہ کو جس کو وہ اپنی عافیت کا حصار سمجھتے ہیں وہ گر جاتا ہے۔ اور اس گھٹے ہوئے ماحول میں "اب کیا ہو گا" کے ڈر میں اپنے آپ کو غیر محفوظ، باپ کو ظالم اور ماں کو مظلوم سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے حالات میں بچوں کی ماں کے ساتھ ہمدردی تو ہوتی ہے مگر دل میں وہ عزت نہیں رہتی جو ماں کی ہونی چاہئے۔ اس طرح گھریلو ناچاقی بچوں کی روحانی و جسمانی صحت اور تعلیم و تربیت کے لئے زہر قاتل بن جاتی ہے۔ غیر محفوظ ماحول کی وجہ سے سکول میں بچے کا رزلٹ خراب آنا شروع ہو جاتا ہے۔ تو پھر ماں ہی مورد الزام ٹھہرتی ہے۔ یہ سوچے سمجھے بغیر کہ میں نے باپ کی حیثیت سے اپنا فرض کہاں تک ادا کیا ہے۔ ہفتے کے کتنے گھنٹے بچے کی تعلیم و تربیت پر صرف کئے تھے ماں پر غصہ نکالتا ہے کہ تمہارے لاڈ پیار نے اس کو ہر چیز سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور وہ دو چار طمانچے بچے پر جھاڑ دیتا ہے۔ حالانکہ ایسے باپ کو کوئی حق نہیں کہ بچوں کے اچھے نتائج کی امید رکھے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ماں کی بے بسی سے گھر کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور بچے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں۔ باپ کے جھگڑے کے علاوہ ساس بہو کا تناؤ بھی بچوں کے دل و دماغ پر بہت اثر ڈالتا ہے۔ ماں کی کوئی غلطی ہو یا نہ ہو مگر بچوں کی ساری ہمدردیاں ماں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اور دادی وغیرہ سے ایک قسم کی نفرت ان کے دلوں میں پلنے لگتی ہے۔

پھر بچے کے ساتھ حد سے زیادہ لاڈ پیار یا ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ دونوں اچھی باتیں نہیں۔ عمر کے ساتھ ان میں اعتماد (Confidence) پیدا ہونے دیں۔ بچپن کی حدوں سے باہر نکلتے ہوئے بچوں کو سکھانا شروع کریں کہ اپنا یہ کام خود کرو۔ جیب خرچ دے کر بجٹ بنانا سکھائیں۔ اس میں سے کیا کیا خریدنا ہے اور چندہ بھی دینا ہے۔ بچوں کے چھوٹے موٹے کاموں میں خواہ مخواہ دخل اندازی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر ہر وقت لقمہ دیتے رہیں تو ان میں قوت فیصلہ پیدا نہیں ہوگی۔ بچوں کی بات وقت اور ضرورت کے مطابق مانی جائے۔ نہ ماننے والی بات پر سمجھا دیں کہ اس میں یہ برائی یا نقصان کا احتمال ہے۔ بعض اوقات ہمت و جذبہ پیدا کرنے کے لئے کوئی انعام رکھ دیں۔ باقاعدہ نماز پڑھنے پر قرآن پاک ختم کرنے یا سکول سے اچھی رپورٹ آنے پر تمہیں انعام کے طور پر تمہاری فلاں پسندیدہ چیز لے دیں گے اور پھر وعدہ ضرور پورا کریں ورنہ بچے بھی جھوٹ بولنا شروع کر دیں گے۔ ذہین بچوں کی تربیت کرنا کافی مشکل کام ہوتا ہے۔ نہ یا ہاں کہنے پر وہ اس کی معقول وجہ پوچھتے ہیں۔ اس لئے ان کی عمر اور عقل کے مطابق تسلی کروانی بڑی ضروری ہے۔ بچے کا دماغ کمپیوٹر کی طرح ہر چیز محفوظ کرتا رہتا ہے۔ اس میں اعلیٰ و پاکیزہ یادیں محفوظ ہونے دیں۔ لباس کے ساتھ اگر ذہن بھی صاف ہو گا تو جماعت کے لئے انشاء اللہ مفید وجود بنیں گے۔

جرمنی سے پاکستان یا کسی بھی ملک کے ہوائی سفر کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

دسمبر میں PIA یا کسی بھی ایرلائن سے پاکستان کے سفر کے لئے ابھی سے اپنی نشست محفوظ کروالیں، ارادہ بدلنے پر کینسلیشن چارجز نہیں لئے جائیں گے

Irfan Khan,
Goldwing Trade & Travel Frankfurt
Tel: 069 - 567262, Fax: 069 - 5601245

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 776 7130

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۴۱)

کاربوویج کے مختلف خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۷ نومبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (۷ نومبر ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ہومیو پیتھی کے سبق میں آج کاربوویج کا ذکر فرمایا اور دوا کے اہم خواص اپنے ذاتی تجربہ سے بیان فرمائے۔

کاربوویج (Carbo Veg)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس دوا کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ کاربوویج، ویجی ٹیبل کاربن کو کہتے ہیں۔ عام لکڑی کے کوئلہ کو ویجی ٹیبل کاربن کہا جاتا ہے۔ گیس کم کرنے کے لئے جو ٹکیاں دی جاتی ہیں۔ وہ کاربوویج ہوتی ہے۔

ہومیو پیتھی کے بانی ڈاکٹر ہانمن نے اس دوا کی پروونگ کی تو اس کو اس کے بہت سے اثرات نظر آئے۔ اس نے پھر اس کو بہت گہری بیماریوں میں استعمال کیا۔ کاربوویج ایلوپیتھک شکل میں پیٹ کی ہوا کم کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔ یہ ہوا کو جذب کر لیتی ہے۔ یہ معدے کے ایسڈز کے خلاف رد عمل کر کے ہوا کو نہیں روکتی بلکہ ہوا کو جذب کر کے یہ ٹکیہ پھول جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا ہومیو پیتھی میں کاربوویج پیٹ میں ہوا کو دور کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔ یہ جسم میں ہوا پیدا کرنے والی اشیاء کے خلاف رد عمل پیدا کرتی ہے۔ لیکن ہوا بنانے والی کن چیزوں پر رد عمل کرتی ہے یہ بات اہم ہے۔ حضور نے فرمایا کاربوویج کا مزاج ایسا ہے کہ سارا جسم گویا دفاعی طاقتیں کھو بیٹھتا ہے، اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں جیسے کوئی رد عمل ہی نہ ہو۔ مریض سخت سردی محسوس کرتا ہے۔ اس سے وریدوں (Veins) کا خون متاثر ہوتا ہے۔ شریانوں (Arteries) کا نہیں (Veins) سسٹم کا بریک ڈاؤن کاربوویج سے تعلق رکھتا ہے۔

ایسا مریض جو اس مزاج کا ہو دفاع کو کسی چیز کے خلاف طاقت ہی نہ ہو۔ پھر کئی قسم کے کیڑے (Worms) معدے میں ہوتے ہیں۔ کئی قسم کے جراثیم انتڑیوں میں پل رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے فضلے بنانے لگ جاتے ہیں جو اتنے بدبودار ہوتے ہیں کہ کاربوویج کی ہوا کے ساتھ ہی بدبو لازم ہو گئی ہے۔ اس کے بکٹیریا معدے اور انتڑیوں پر بھی اثر کرتے ہیں۔ کاربوویج میں اوپر کی طرف ہوا کے دباؤ کا ذکر کیا جاتا ہے مگر یہ لازمی نہیں بلکہ انتڑیوں میں خوراک کو دھکیل کر آگے کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ جب کوئی حرکت نہ ہوگی تو اوپر کی طرف دباؤ ہوگا۔ ایسے مریضوں کو لگتا ہے کہ پیٹ میں ہر چیز رک سی گئی ہے۔ مگر اس کے باوجود پیٹ کے نچلے حصہ میں بھی ہو سکتی ہے اور سخت بدبودار ہوتی ہے۔

کاربوویج اور کاربوانی میلس (Carbo Animalis) اس پہلو سے مشترک ہے کہ نہ صرف Anti Bectarial ہے بلکہ پھیپھڑوں پر بھی اثر رکھتی ہے۔ معدے اور انتڑیوں کی سب سے مشکل بیماری پیٹ کے کیڑوں (Vorms) کی ہے۔ اگر ان پر کنٹرول ہو جائے تو بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے۔ اگر مختلف غدودوں کے لعاب (Secretion) کا توازن بگڑ جائے تو Bectaria یا وغیرہ پنپیں گے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ معدے کا توازن بگڑے تو معدے کا ایسڈ ہونا اس کا طبعی نتیجہ ہے۔ معدے کی تیزابیت (HCL) ہائیڈروکلورک ایسڈ کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ معدے کا وہ حصہ جو انتڑیوں کی طرف رخ رکھتا ہے۔ وہ تیزاب کے اثر سے سکڑ جاتا ہے۔ اس کو Pyloric End کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے معدہ میں سے کھانا نکلنے میں دیر لگ جاتی ہے۔ کھانے کا Stagnant ہونا کاربوویج سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ کاربوویج میں ساری کھانے کی نالی کی حرکت میں کمی شامل ہے۔ پیٹ کے کیڑوں سے جو ہوا پیدا ہوتی ہے وہ زیادہ تر انتڑیوں والے حصہ میں ہوتی ہے۔ انتڑیاں سکڑ جائیں یا کمزور ہو جائیں تو سارا نظام ہضم بگڑ جاتا ہے۔ کھانا ہضم ہونے کی بجائے گیس پیدا کرتا ہے۔ لیکن اس میں بدبو نہ ہوگی۔ اس سلسلے میں چوٹی کی دوا چائنا (China) ہے۔ اس کو ملیریا کے بعد بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چائنا کونین ہے۔ چائنا وہ درخت ہے جس سے کونین بنتی ہے۔ یہ خشکی پیدا کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے جب ہوا پیدا ہوتی ہے تو چہرہ خشک اور زرد ہو جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا جو Worms والا حصہ ہے وہ سب سے مشکل ہے۔ مختلف قسم کے Worms ہیں۔ پیٹ کے کیڑوں کی مؤثر دوائیں درج ذیل ہیں:۔

(۱) سٹینم (Stannum)

(۲) سباڈیلا (Sabadilla)

اس کا استعمال کم ہوتا ہے۔ اس کو چھینکوں کے لئے اتنا استعمال کیا جاتا ہے کہ جیسے یہ کسی اور کام کے لئے ہے ہی نہیں۔ اس کا پیٹ کے کیڑوں سے گہرا تعلق ہے۔

(۳) تیسری دوا ہک ورمز (Hook Worms) کے لئے ہے وہ ہے کاربوانی میلس (Carbo Animalis) -

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا میں نے ایک دفعہ وقف جدید میں پیٹ کے کیڑوں کے لئے ایک کمبی نیشن بنایا تھا۔ بعض کمبی نیشن وقتی طور پر بنا لینے چاہئیں۔ ہر مریض اور مرض کو علیحدہ علیحدہ جانچنا بڑا وقت طلب مسئلہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ تین دوائیں بہت حد تک مؤثر ہوتی ہیں۔ سٹینم ورمز کو پگھلا دے گی۔ ان میں جان نہیں رہے گی۔ ورمز کو نشوونما کے لئے جو آب و ہوا اور ماحول چاہئے اس کو ختم کر دے گی اور صحت مند ہوا اس کے لئے گویا زہر قاتل ہو جائے گی۔

حضور نے فرمایا کہ چمونوں کے لئے میٹھا کھانا اچھا علاج ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ میٹھا زیادہ کھانے سے چمونے پیدا ہوتے ہیں یہ غلط ہے۔ چمونے میٹھے سے بھاگ کر جسم سے باہر نکلتے ہیں اور مقعد کے ارد گرد سوزش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ورمز انڈے دینے کے لئے باہر آتے ہیں اور مقعد کے ارد گرد جلد پر انڈے دے کر واپس جسم میں چلے جاتے ہیں۔ ایسے بچے کو تیل یا ویزلین لگا دی جائے تو انڈے بے کار ہو کر یا پھسل کر گر جاتے ہیں اور مؤثر نہیں رہتے۔ چمونے میٹھے سے نفرت کی وجہ سے باہر آ جاتے ہیں ایسے وقت میں مقامی طور پر چمونے مارنے کی کوئی دوا لگا دی جائے تو یہ مر جائیں گے۔ انڈوں کی روک تھام اور اندرونی طور پر چمونے مارنے کے لئے سٹینم بہت اچھی دوا ہے۔ سباڈیلا (Sabadilla) بھی مؤثر ہے۔ حضور نے فرمایا بعض ورمز بڑے لمبے لمبے ہوتے ہیں۔ افریقہ میں اس کو بڑی مہارت سے نکالا جاتا ہے۔ ایک کانٹے پر اس کا سرا لپیٹ کر اسے آہستہ آہستہ لپیٹ کر باہر نکالتے ہیں۔ اگر یہ ٹوٹ کر اندر رہ جائے تو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس کا ہومیو پیتھک علاج سلیشیا (Silicea) ہے۔

جس طرح سٹینم کیڑوں کو پگھلا دیتی ہے۔ اسی طرح سلیشیا بھی اثر کرتی ہے۔ مگر وجوہات مختلف ہیں۔ سلیشیا تو جسم کے اندر ہر جگہ بیرونی مادے کے خلاف لڑتی ہے۔ یہ ایک حیرت انگیز نظام ہے۔ اللہ کی قدرت نمائی کا مظاہرہ ہے۔ لیکن اگر انتڑیوں کی سطح پر کوئی بیرونی چیز ہو تو کیا اس پر بھی یہ اثر کرے گی یا نہیں یہ تحقیق طلب بات ہے۔ سٹینم خلیوں کے اندر گھسی ہوئی چیز پر اثر نہیں کرتی جبکہ سلیشیا خون کے خلیوں کے اندر بھی اثر کرتی ہے۔

سلیشیا حمل گرنے کے رجحان کو بھی درست کرتی ہے۔ ضرورت سے زیادہ زود حسی (Hyper sensitivity) پر بھی اثر کرتی ہے۔ امریکہ کی جدید ریسرچ نے بتایا ہے کہ انٹی باڈیز ۴۰ فیصد کیسز میں حمل گرانے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ جسم کا دفاعی نظام ایسا ہے کہ جنین جو جسم کا اپنا وجود ہے اس پر ہی حملہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کو بچانے کے لئے اللہ نے رحم کے اوپر نظام دفاع بنا دیا ہے۔ ہر بچے پر یہ حملہ ہوتا ہے۔ رحم کے ارد گرد کا نظام اس سے لڑتا ہے اور بچے کی حفاظت فرماتا ہے۔ ایسا نظام دیکھ کر کوئی پاگل ہی ہوگا جو دہریہ رہے۔ اسقاط کا رجحان دفاع کی کمزوری یا دفاعی نظام کی ضرورت سے زیادہ زود حسی ہونے (O-ver Sensitivity) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا لیکن یہ بات مجھے درست نہیں لگتی۔ کیونکہ ہر بچے پر انٹی باڈیز متحرک ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا ایسی خواتین جن میں عادتاً حمل گرتا ہے ان پر سلیشیا کا تجربہ کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے وہاں یہ فائدہ دے۔

حضور نے فرمایا ان کلاسز سے میرا مقصد یہ ہے کہ ہومیو پیتھک نظام کو گہرائی سے سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور اتنا شوق پیدا ہو جائے اور عمومی مزاج سمجھ لیں کہ پھر خود مطالعہ کریں۔ مزید فرمایا کہ میں مٹیریا میڈیکا کو مدنظر رکھ کر لیکچر نہیں دے رہا۔ میرا مقصد یہ ہے کہ مٹیریا میڈیکا کو سمجھنے میں میرے لیکچر مد ثابت ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ حمل کے گرنے میں یا حمل نہ ٹھہرنے میں جو حد فاصل ہے وہ بہت بڑی نہیں ہے۔ حمل گرنے کے جو موجبات یا محرکات ہیں بعض دفعہ وہی حمل نہ ٹھہرنے کے بھی بن جاتے ہیں اس لئے ایسی دوائیں وہاں بھی استعمال کر کے دیکھنی چاہئیں جہاں بچہ ہوتا ہی نہ ہو۔ کیونکہ بہت سے ایسے کیسز ہیں جن میں روٹین کی دوا کام ہی نہیں کرتی۔ بانجھ پن کے لئے بہت ہی گہری تحقیق کی ضرورت ہے۔

حضور نے فرمایا کہ زیادہ تر اینٹی کولیسٹرول کے طور پر ایک نسخہ دیتا ہوں:

Cholestrinum 30

Phytolacca 30

Phosphorous 30

یہ تینوں ملا کر دیں تو بھاری تعداد مریضوں کی ایسی ہوگی جس کو فائدہ ہوگا۔

حضور نے فرمایا بعض دفعہ فلوپین ٹیوبز کے بند ہونے اور ان پر جھلیاں پیدا ہونے کی وجہ سے بھی حمل ٹھہرنے میں دقت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے یہ کمبی نیشن اب تجربۃً ایسی عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جا رہا ہے۔ مگر فاسفورس کے متعلق یہ احتیاط لازم ہے کہ اول جب یہ علاج شروع کریں تو بغیر فاسفورس کے کولیسٹرینم اور فائٹولا کا ہی دیں۔ فاسفورس کا لمبا عرصہ استعمال نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ فاسفورس چونکہ سرخ خون کے جریان کو روکنے والی دوا ہے اس لئے خطرہ ہے کہ اس کے زیادہ استعمال سے خون گاڑھا ہونے لگ جائے گا۔

حضور نے کالی فاس کے بارے میں فرمایا کہ اس کو بھی بے احتیاطی سے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ یہ طاقت کا ٹانک ہے لیکن بعض پہلو سے بے حد خطرناک ہے۔ اگر لمبا عرصہ آنکھیں بند کر کے دی جائے تو جسم میں پوٹاشیم کی مقدار اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ الیکٹرولائٹ کا توازن بگاڑ دیتی ہے۔ کالی فاس ایک حد سے بڑھ جائے تو بغیر کسی بیماری کے فوری موت کا خطرہ ہو جاتا ہے۔

بچوں کو بے بی ٹانک کے نام پر ۵ فاسز دی جاتی ہیں۔ بعض بچوں کو اس کے لمبے استعمال سے کینسر اور لیوکیمیا ہو جاتا ہے۔ یہ معمہ کہ کیوں کالی فاس کھانے سے جسم میں کالی فاس زیادہ ہو جاتی ہے یہ ہے کہ اس نے پروونگ کر دی ہے۔ کالی فاس کی پروونگ کریں تو منفی کی بجائے مثبت اثرات ہو جاتے ہیں۔ یہ بات صرف کالی فاس سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ سلیشیا اور نیٹرم میور سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ کالی فاس اور فیرم فاس کا ان دونوں سے کمبی نیشن کینسر پر بہت اچھا اثر ڈالنے والی ادویہ یہ ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ان ادویہ کے استعمال سے بہت احتیاط کرنی چاہئے اور اندھا دھند استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

Earlsfield Properties

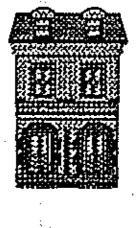

RENTING AGENTS

081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

بقیہ خطبہ جمعہ کہ جلدی لوٹوں بہت سے کام رک گئے ہیں جو جاکر ہی کئے جائیں گے۔

ان کی شہادت کے تعلق میں ایک اور واقعہ جو میں آپ کو بیان کرنا چاہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص ایک اعجاز کی صورت میں مجھے ملا۔ جب ان کے وصال کی خبر ملی، شہادت کی تو میرے دل میں سخت بے چینی پیدا ہوئی کیونکہ ان سے ان کی قربانی کی وجہ سے بہت تعلق تھا۔ یہ خطرہ تو مجھے ذرہ بھی نہیں ہوا کہ کام کیسے چلیں گے وہ تو اللہ کے کام چلتے ہیں ایک مبشر جائے تو سو مبشر عطا کر دیا کرتا ہے۔ مجھے اپنے تعلق کی وجہ سے تھا کہ صدمے کا بہت بوجھ پڑ جائے گا اور میرے کاموں میں حارج نہ ہو جائے۔ ایسا بوجھ نہ پڑے جس سے مجھے کوئی نقصان پہنچ جائے اور اس کے ساتھ ہی دل سے دعا نکلی کہ اللہ ہی ہے سنبھالنے والا۔ مجھے زندگی بھر کبھی ایسا تجربہ نہیں ہوا یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ اچانک یوں لگا جس طرح آسمان سے اس طرح سکینت اتری ہے کہ اچانک دل ٹھہر گیا وہیں۔ کوئی فکر کی بات نہیں رہی، نہ غم کا غلبہ رہا۔ ایک ایسا واقعہ جیسے عام روز مرہ کوئی واقعہ ہو جائے اس کا کوئی بھی بد اثر نہیں تھا اور اس سے پہلے بھی صدمے ہوئے ہیں مگر اتنی جلدی تسکین کبھی نہیں ہوئی جو اس دعا کے نتیجے میں ہوئی ہے۔ اس کا بھی اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس مبشر کی اپنی ذات سے بھی ایک تعلق ہے۔ ان کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی مجھے تکلیف نہ پہنچے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے اس تکلیف کو جو مجھے شدت سے پہنچنی تھی خود سنبھال لیا۔ میں نے جب جرمنی کے امیر صاحب سے بات کی ابھی یہ بات پوری بتائی نہیں تھی میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسکین اتری ہے۔ تو انہوں نے کہا عجیب بات ہے ہمارا یہی تجربہ ہوا ہے ہم سب بڑے پریشان تھے اچانک خدا کی طرف سے ایک عجیب تسکین اتری ہے۔

> **اللہ کرے کہ ہمارے ہاں سب سے زیادہ مالی قربانی کرنے والے ایسے پیدا ہوں جو محبت الٰہی کی وجہ سے قربانی کریں**

تو یہ دو جنازے خصوصیت کے ساتھ ابھی نماز جمعہ کے بعد ادا کئے جائیں گے اس لئے سنتیں بعد میں پڑھی جائیں۔ اس کے علاوہ کچھ اور بھی عزیز ہیں مثلاً آپا عائشہ، کرنل سلطان محمد صاحب کی بیوہ تھیں اور حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی بیٹی تھیں، آپا آمنہ کی ہمشیرہ۔ یہ بھی ایک فرشتہ سیرت انسان اور غیر معمولی خلیق تھیں۔ جو بھی ان کو جانتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ کبھی ایک دفعہ بھی ان کی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جو کسی دکھ کا موجب بنی ہو۔ ہمیشہ بنی نوع انسان کی ہمدردی، سچی محبت میں رہیں۔ دین سے بے حد محبت اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی اور ایک مثالی خاتون تھیں۔ پھر ہمارے عزیز میرے ماموں زاد سید محمود اللہ شاہ صاحب کی بیٹی کے میاں میر نعیم اللہ صاحب کی ابھی حال ہی میں بریڈ فورڈ میں وفات ہوئی ہے اور ان کو کینسر ہو گیا تھا اور آخر وقت میں مسلسل دین کی باتیں سنتے رہے کبھی قرآن سنواتے تھے، کبھی مسیح موعود علیہ السلام کی ملفوظات سنتے تھے۔ اور جب خیال آتا تھا کسی کو کہ تھک نہ گئے ہوں تو پوچھتا تھا تو کہتے نہیں نہیں اس سے میں نہیں تھکوں گا۔ تو بہت ہی نیک حالات میں ان کا وصال ہوا ہے۔ پھر ہمارے بشیرالدین صاحب مومن جو یہاں آیا کرتے تھے بنگلہ دیش سے۔ ان کا خاندان بھی بہت مخلص اور فدائی ہے۔ پھر میاں جہانگیر وٹو صاحب جو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور وٹو کے والد تھے۔ بڑے بہادر اور نڈر احمدی تھے خدا کے فضل سے۔ اور کبھی اپنے بیٹے کی جو دنیاوی عزت تھی اس کے خیال سے نہ صرف یہ کہ احمدیت چھپائی نہیں بلکہ برادری میں چونکہ بہت معزز تھے ان کو بلا کر منہ پر سنایا کرتے تھے کہ تم کیا چیز ہو میں ہوں اصل جس نے مسیح موعود کو قبول کیا ہے۔ ایک دفعہ اپنے بیٹے کو بلا کر کہا منظورا، جس طرح بھی وہ بلایا کرتے تھے کہ "کی کیاہ ہوئی اے تیری" انہوں نے کہا جی اتنے من یا کچھ۔ انہوں نے کہا "ساری حکومت دی مشینری نال لگی ۲۳ من کیاہ ہوئی اے نا۔ میں مسیح موعود دا غلام میری ۴۲ من ہوئی اے" بڑے بہادر انسان، نڈر اور بے خوف اور کامل وفادار احمدیت کے۔ اس کی وجہ سے مولویوں نے منظور صاحب پر بڑے دباؤ بھی ڈالے لیکن بہرحال جس باپ کے بیٹے تھے اس کے ساتھ وفا تو انہوں نے کی۔ یہاں تک کہ جماعت کو آ کے کہا آپ کا معاملہ ہے آپ سنبھالیں۔ آپ ہی جنازہ پڑھائیں اور یہ غیر کا نہیں۔ جہاں جس طرح چاہیں تدفین کریں۔ تو ان کے ساتھ میرا چونکہ پرانا رابطہ تھا۔ ابھی منظور صاحب چھوٹے ہوا کرتے تھے۔ اس زمانے سے ان کے ساتھ خط و کتابت، اپنے بیٹے کو نصیحت کے لئے کہا کرتے تھے مجھے۔ اس لئے ان سے بھی میری خط و کتابت رہی ہے، ایک زمانے میں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ ان کے علاوہ بھی کچھ جنازے کے اعلانات ہیں جو کئے جا چکے ہیں۔ تو یہ خصوصیت سے میں نے سوچا کہ آپ کو ان کے متعلق کچھ تفصیل بتا دوں۔ اب انشاء اللہ نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ ہوگی۔

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

بقیہ کلمہ طیبہ مٹانے کی مذموم مہم اب بھی جاری ہے

ابھی یہ وفد عدالت میں مجسٹریٹ نے گفتگو کر رہا تھا کہ تھانے سے ایک سپاہی گاؤں پہنچا اور بتایا کہ تھانیدار صاحب نے جماعت احمدیہ کے نمائندگان کو بلایا ہے۔ چنانچہ اگلی صبح (۱۰ اگست ۹۵ء) کو جماعت احمدیہ کے چار افراد صدر صاحب جماعت کی سرکردگی میں تھانہ ٹھیکری والا پہنچے۔ تھانیدار نے بتایا کہ ان کے خلاف دو شکایات آئی ہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے مسجد پر کلمہ تحریر کیا ہے اور دوسری یہ کہ انہوں نے ڈش پر بوسٹر لگا رکھا ہے اور اس طرح تبلیغ کی جا رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے وفد نے تھانیدار صاحب کو بھی کلمہ واضح ہو جانے کی حقیقت بتائی۔ اس وقت مولوی صاحبان بھی تھانہ میں موجود تھے جو مطالبہ کر رہے تھے کہ کلمہ طیبہ مٹا دیا جائے۔ اے ایس آئی جس کے سپرد ہمارا کیس تھا جب اس نے سنا کہ احمدی کلمہ مٹانے کو تیار نہیں تو اس نے کہا کہ پولیس بھی نہیں مٹائے گی۔ اور چونکہ مولوی صاحبان نے کلمہ مٹانے کی درخواست دی ہے اس لئے مولوی خود ہی کلمہ مٹائیں گے۔

اس کے بعد اے ایس آئی نے بوسٹر کے متعلق دریافت کیا جماعت کے وفد نے بتایا کہ تقریباً تین ماہ پہلے چند دن کے لئے بوسٹر لگایا گیا تھا مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ ایسا کرنا قانونی طور پر منع ہے تو انہوں نے اتار دیا تھا۔ اس پر اے ایس آئی نے کہا اب تو کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ اگر احمدی اپنے پروگرام ڈش پر دیکھتے ہیں تو ضرور دیکھیں اگر کوئی نہیں دیکھنا چاہتا تو نہ دیکھے کوئی زبردستی تو نہیں۔

مولوی صاحبان کی اس پر بھی تسلی نہ ہوئی انہوں نے مطالبہ کیا کہ احمدی لکھ کر دیں کہ وہ بوسٹر استعمال نہیں کریں گے۔ اس پر ایک احمدی دوست نے کہا۔ بہتر ہے ہم لکھ دیتے ہیں کہ ہم بوسٹر نہیں لگائیں گے مگر مولوی صاحب کو بھی ہماری بات ماننی ہوگی وہ یہ لکھ کر دیں کہ کلمہ نہیں مٹوائیں گے۔ اس سلسلے میں اگر مولوی صاحبان ہمیں جیل میں دیکھنا چاہتے ہیں تو ہم جیل جانے کو تیار ہیں۔ اگر وہ رقم لینا چاہتے ہیں تو ہم ان کا مطالبہ پورا کرنے کو تیار ہیں۔ مگر وہ کلمہ مٹانے کا مطالبہ چھوڑ دیں۔ لیکن مولوی صاحبان راضی نہ ہوئے اور اپنے مطالبہ پر اصرار کرتے رہے۔ اس پر اے ایس آئی نے کہا احمدی کلمہ لکھنے والے ہیں وہ تو مٹائیں گے نہیں۔ پولیس بھی نہیں مٹائے گی کیونکہ وہ یہ ظلم نہیں کر سکتی اس لئے مطالبہ کرنے والے خود ہی مٹائیں۔ اس پر مولوی صاحبان نے کہا کہ ہم تو احمدی عبادتگاہ میں داخل نہیں ہونگے۔ اس پر اے ایس آئی نے مولوی صاحبان کو کہا کہ آپ کلمہ کیوں مٹانا چاہتے ہیں۔ مولویوں نے کہا یہ کلمہ ہمارا ہے۔ احمدیوں کا کلمہ "لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ" ہے۔ یہ بھی کہا کہ احمدی اوپر سے ہمارا کلمہ پڑھتے ہیں لیکن دل میں مرزا رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ اس پر اے ایس آئی نے کہا اگر ایسا ہے تو آپ پھر وہ کلمہ مٹائیں جو ان کے دلوں میں ہے نہ کہ وہ کلمہ جو مسلمانوں کا ہے۔ اس کو تو دیکھ کر ہر مسلمان کو خوش ہونا چاہئے خواہ یہ کسی جگہ بھی لکھا ہوا ہو۔

مگر مولوی صاحبان کا اصرار بڑھتا گیا۔ اس پر اے ایس آئی صاحب تھوڑی دیر کے لئے کمرہ سے باہر چلے گئے اور جب دوبارہ آئے تو سب کو کھڑے کر کے ان کے نام لکھنے شروع کئے۔ اس طرح فریقین کے خلاف دفعہ ۱۵۱/۱۰۷ پرچہ کاٹ کر حوالات میں بند کر دیا۔ احمدی وفد کے پانچ ارکان تھے۔ جبکہ مولوی صاحبان تعداد میں سات تھے۔ حوالات میں موجود قیدیوں نے احمدیوں سے پوچھا کہ کس جرم میں اندر آئے ہو تو ان کو سارا واقعہ سنایا۔ اس پر ان قیدیوں نے بھی مولویوں پر لعن طعن کی۔

اسی دوران مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ احمدیوں نے الگ با جماعت نماز ادا کی اور ان کے ساتھ چند قیدی جو وہاں موجود تھے شامل ہو گئے۔ مولویوں نے علیحدہ جماعت کروائی اور ان کے ساتھ بھی چند اور قیدی شامل ہو گئے۔ مگر نماز عشاء کے وقت وہ لوگ جنہوں نے مولویوں کے ساتھ نماز مغرب ادا کی تھی ان کو چھوڑ کر یہ کہتے ہوئے کہ ہم رفع یدین کرنے والوں کے ساتھ نماز ادا نہیں کر سکتے احمدیوں کے ساتھ آ شامل ہوئے۔

مولوی پہلے نماز پڑھ کر نماز کے بعد ایک چادر پر برا جمان ہو گئے جو ان قیدیوں کی تھی۔ جب احمدی حضرات اور دیگر قیدی نماز سے فارغ ہوئے تو جس شخص کی چادر تھی اس نے مولویوں کو چادر چھوڑنے کو کہا اور ان کو اٹھا کر احمدیوں سے کہا کہ وہ آ کر چادر پر بیٹھیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر مولویوں کے لئے ذلت کے سامان پیدا کئے۔

اسی دوران احمدیوں کے لئے ان کے آدمی کھانا لے کر آئے۔ کیونکہ کھانا وافر تھا احمدیوں نے دیگر حوالاتیوں کو بھی کھانے کی دعوت دی۔ مولوی صاحبان اس پر جز بز ہوئے اور کہا کہ احمدیوں کا کھانا حرام ہے۔ حوالاتیوں کو اس دخل در ماکولات پر بہت غصہ آیا اور انہوں نے مولوی صاحبان کو گندی گالیوں سے نوازا۔

مولویوں نے اپنی گرفتاری کی اطلاع اپنے سرغنہ مولوی فقیر محمد آف فیصل آباد کو دی جس نے مساجد میں اعلان کر دیا کہ پولیس نے مسلمانوں کو گرفتار کر لیا ہے اور پھر فیصل آباد انتظامیہ سے بھی رابطہ قائم کیا اور دھمکیاں دیں جس پر اعلیٰ پولیس افسروں نے تھانیدار متعلقہ کو فون کیا کہ مولویوں کو ضمانت پر رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ رات بارہ بجے کے لگ بھگ مولوی اپنے ساتھیوں کو ضمانت پر رہا کر کے لے گئے۔ احمدیوں کو بھی حوالات سے نکال کر ایک علیحدہ کمرہ آرام کرنے کے لئے دیا گیا۔

جن احمدیوں کو گرفتار کیا گیا ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ مکرم عبدالرحیم صاحب صدر جماعت احمدیہ سرشیر روڈ فیصل آباد۔ ۲۔ مکرم مبارک احمد صاحب قالین باف۔ ۳۔ مکرم عنایت علی صاحب رندھاوا۔ ۴۔ مکرم عبدالقدیر زرگر صاحب۔ ۵۔ مکرم محمد ارشد صاحب سائیکل مکینک۔

صبح جب جماعت احمدیہ کے افراد بھی اپنے گرفتار شدگان ساتھیوں کی ضمانت کے لئے پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ مجسٹریٹ صاحب خود تشریف لا رہے ہیں وہ فریقین سے خود بات کریں گے اس کے بعد وہ جا سکتے ہیں۔ چنانچہ مجسٹریٹ صاحب ۱۱ اگست، بروز جمعہ صبح دس بجے کے لگ بھگ تھانہ پہنچے۔ مجسٹریٹ صاحب نے مولویوں سے پوچھا، کیا ان کے گھر ٹی وی سیٹ ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ البتہ ان کے لڑکوں کے گھروں میں ٹی وی موجود ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

تعاقب مُلاّ

ملائیت انسانی چہرے کا ایک بدنما داغ ہے اور اس میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ ملا عیسائی ہو یا یہودی، مسلمان ہو یا ہندو، پارسی ہو یا آغاخانی اور مغربی ہو یا مشرقی، ایک ہی نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ تنگ نظری اور تنگ فکری اس کی شناخت اول ہے۔ اگر ملا کی بلاتمیز مذہب و ملت تعریف کی جائے تو وہ کچھ یوں بنتی ہے:

ملاں وہ انسان نما مخلوق ہے جو عقل و فکر سے کلیۃً عاری ہوتی ہے اور جس کی فکری بناوٹ میں استعارے اور غیر مرئی فلسفیانہ کلام کو کوئی دخل حاصل نہیں ہوتا۔

ملا ہمیشہ فلسفیانہ تحریر و تقریر اور حقائق الاشیاء کو ان کے مرئی اور محدود معانی میں لینا اپنا فخر اور اپنی شناخت تصور کرتا ہے۔ زندگی اور موت کی فلسفیانہ اشکال اس کی فکری پہنچ سے بالاتر ہوتی ہیں۔ نزول اور صعود کی فکری صورتیں اس کی سمجھ دانی سے باہر ہوتی ہیں۔ جسمانی اور روحانی ابویت (Fatherhood) اور ولدیت (Sonship) کی تفریقات اس کی عقل سے پرے ہوتی ہیں۔ خاتمیت اور کمال کے خوبصورت اور غیر مرئی مفاہیم اس کی سمجھ سے بالا ہوتے ہیں۔ روحانی سورج، چاند اور ستارے اسے جسمانی اور مرئی نظر آتے ہیں غرضیکہ ہر غیر مادی فکر، ہر غیر مرئی تشریح اور ہر مابعد الطبیعاتی خیال ملاں کے بس کا روگ نہیں ہے۔

لیکن اگر ملا کی اس بناوٹ کا اثر اس کی ذات تک ہی محدود رہتا تو ہمیں اس سے کوئی سروکار نہ ہوتی۔ مگر بدقسمتی سے ایسا نہیں ہے۔ ملا، پادری، پنڈت اور ربی وغیرہ انسانوں کی مذہب سے عمومی بے رغبتی کے باعث اپنے اپنے مذاہب کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں اور فساد فی سبیل اللہ کی اجارہ داری ان کی وراثت بن چکی ہے۔ یہودی ملا، یہودیت کے نام پر فساد کروا رہا ہے۔ عیسائی ملا خداوند یسوع مسیح کا کفارہ اور نجات بیچتا پھر رہا ہے۔ ہندو ملا جونوں (Reincarnation) اور نیوگ کے کاروبار میں مصروف ہے اور اس طرح دیگر مذاہب اور نظریات کے ملا اپنی اپنی دکانیں چمکانے کی خاطر تذلیل انسانیت کے دھندے کو پیشہ بنائے بیٹھے ہیں۔

مسلمان مُلاّ

مسلمان ملا بضد ہے کہ اللہ تعالیٰ، قرآن مجید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت اسلامیہ، مجازی، تمثیلی، تاویلی، استعاری اور فلسفیانہ کلام و بیان کے مجاز نہیں ہیں۔ جہاں "کونوا قردۃ خاسئین" آتا ہے ملا چار ٹانگوں اور لمبی دم والے بندروں کی تلاش میں نکل پڑتا ہے اور انسان نما بندر اس کی نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ پرندے پیدا کرنے کا ذکر آتا ہے تو ملا روحانی پرواز کرنے والے پرندوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور گیلی مٹی سے پرندے بنا کر ان میں پھونکیں مارنا شروع کر دیتا ہے۔ پرندوں کو سدھانے کی بات ہوتی ہے تو مولوی ان پرندوں کی بوٹیاں کر کے ان کو آواز دیتا ہے تو وہ بوٹیاں دوبارہ جڑ کر پرندے بن جاتے ہیں۔ اور وہ "لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا" کے قانون کو یکسر بھول جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب سورج، چاند اور ستاروں کو طنزیہ انداز میں "ھذا ربی" کہتے ہیں تو ملا حضرت ابراہیمؑ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت لوطؑ "ھؤلاء بناتی" کہہ کر اپنی قوم کو بتاتے ہیں کہ میری بیٹیاں تمہارے گھروں میں ہیں میں کس طرح تمہارے خلاف سازشیں کر سکتا ہوں تو ملا کا ذہن اس طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام، نعوذباللہ اپنی لڑکیاں انہیں پیش کر رہے ہیں۔ لوہے، لباس اور چارپایوں کے نزول کا ذکر آتا ہے تو ملا سمجھتا ہے کہ یہ چیزیں آسمان سے گرتی ہیں اور زمین میں سے نہیں نکلتیں یا پیدا ہوتیں۔ نزول عیسیٰؑ کا ذکر آتا ہے تو مولوی کسی لمبی سیڑھی کی تلاش میں نکل پڑتا ہے اور جب "ووجدک ضالاً" آتا ہے تو ملا کو نعوذباللہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضال نظر آنے لگتے ہیں۔ "ظلوماً جہولا" کا استعارہ آتا ہے۔ تو ملا حامل قرآن کو ظالم اور جاہل سمجھنے لگتا ہے۔ احیائے موتی کا تذکرہ ہوتا ہے تو ملا کو قبروں سے مردے نکلتے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اندھوں اور بہروں کو ٹھیک کرنے کا بیان آتا ہے تو ملا کو اپنے جیسے عقل کے اندھے اور اپنے جیسے فکری بہرے نظر آنا بند ہو جاتے ہیں۔ "من کان فی ھذہ اعمیٰ فہو فی الاٰخرۃ اعمیٰ" کا بیان آتا ہے تو ملا اپنے اندھے پن کو بھول کر جسمانی اندھوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ رفع روحانی کا ذکر ہوتا ہے تو ملا بغیر راکٹ کے استعمال کے انسانوں کو چوتھے آسمان پر پہنچا آتا ہے۔ خاتمیت اور کمال نبوت کا بیان آتا ہے تو ملا شیطان کی اتباع میں رحمت نبوت کو ہی ختم کرنے پر تل جاتا ہے۔

الغرض مسلمان ملا کو قرآن مجید، احادیث نبویہ اور شریعت اسلام کی ہر اس تشریح اور مفہوم سے چڑ اور عداوت قلبی ہے جس سے دین اسلام کی خوبصورتی ظاہر ہوتی ہو۔ جنگلوں میں پھر کر چار ٹانگوں والے خنزیروں کو مارنے والے مسیح اور مہدی ملا کو بے حد پسند ہیں اور دو ٹانگوں والے انسان نما خنزیروں کا عقلی اور فکری قتل اسے منظور نہیں۔ محمدی مسیح سے ملا کو بغض ہے اور موسوی مسیح سے محبت۔ لکڑی اور سونے اور چاندی کی صلیبیں توڑنے والے مسیح یا مہدی تو ملا کو پسند ہیں لیکن صلیبی مذہب کو دلائل سے ختم کرنے والا مسیح اور مہدی اسے ناپسند ہے۔ تعلیم اسلام کے سطحی، مادی اور مرئی معانی ملا کے مزاج کے مطابق ہیں جبکہ اس کے گہرے، غیر مادی اور فلسفیانہ معانی سے اسے بغض ہے۔ امتی نبی کا آنا ملا کے نزدیک توہین اسلام ہے اور غیر امتی نبی کا آنا توصیف اسلام ہے۔ نبیوں کے باپ کا مرنا اسے قبول ہے لیکن بن باپ کا مرنا اسے قبول نہیں۔

الغرض ہر وہ امر جس سے اسلام کی شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے ملا کو اس سے شدید نفرت ہے۔ اور ہر وہ امر جس سے اسلام کی سبکی کا پہلو نکلتا ہے ملا کو انتہائی مرغوب ہے۔ شاید اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان ملا کو یہود سے تشبیہ دی ہے۔ مسلمان ملا کی اسلام دشمنی، یہود کی اسلام دشمنی سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہودی ملا اسلام دشمنی سے تھک ہار کر اسلام کو گزند پہنچانے میں ناکام رہا تو اس نے مسلمان ملا کا روپ دھار کر اپنا کام دوبارہ شروع کر دیا کیونکہ دوست بن کر کسی کو نقصان پہنچانا زیادہ آسان ہوتا ہے۔

مسلمان ملا کی تفسیریں اور کتب یہودی روایات سے بھری پڑی ہیں۔ انبیاء کے قصے من و عن یہودی کتب سے لئے گئے ہیں۔ ایسی ایسی احادیث وضع کی گئی ہیں جن کا اسلامی تعلیم سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ مسلمان ملا ہر اس کتاب اور حدیث کو بغل میں دبائے پھرتا ہے جو قرآن و سنت کے خلاف ہے اور اپنی مقصد براری کی خاطر ایسی بے بنیاد روایات کو قرآن و سنت پر ترجیح دیتا ہے۔ غیر مسلم ملا تو پھر بھی کبھی کبھی عقل کے ہاتھوں مجبور ہو کر دین اسلام کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیکن مسلمان ملا اسلام کو خونی مذہب ثابت کرنے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے۔ قرآن و سنت کو بالائے طاق رکھ کر یہ مسلمان نما ملا اسلام میں مذہبی جبر کو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن امر قرار دیتا ہے۔ اس نام نہاد مسلمان ملا کے نزدیک ہر کافر، ہر فاسق، ہر بے ادب، ہر منافق اور ہر ایک مرتد واجب القتل اور مباح الدم ہے۔ اس کے جان و مال اور عزت ملا کے نزدیک مال غنیمت ہیں۔ اور اسی پر بس نہیں ہر ملا ہر دوسرے ملا کے نزدیک واجب القتل ہے۔ شیعہ ملا، سنی ملا کو واجب القتل قرار دیتا ہے۔ اور سنی ملا، شیعہ ملا کو۔ وہابی، دیوبندی کو واجب القتل سمجھتے ہیں۔ اور دیوبندی، وہابیوں کو۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔

مسلمان ملا کے نزدیک اسلام اس قدر خونی مذہب ہے کہ اس کا ہر منکر واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ قابل قبول نہیں۔ اس کا ہر ناقد و ناقض واجب القتل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ واجب القتل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علی کا خسر کہنے والا واجب القتل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم کہنے والا واجب القتل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چرواہا کہنے والا واجب القتل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والا واجب القتل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض کو گندا کہنے والا واجب القتل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ ماننے والا واجب القتل ہے۔ وغیرہ۔ اس طرح پر مسلمان ملا کے نزدیک دنیا کا ہر فرد واجب القتل ہے اور ملا خود دوسرے تمام ملاؤں کی نظر میں واجب القتل ہے۔ گویا اسلام میں مروت، محبت، بھائی چارہ، رواداری، مذہبی آزادی، عفو و درگزر اور احسان وغیرہ ناموں کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ ہے ہمارا انسان نما، مسلمان نما اور عالم نما ملا۔ خدا اس کے شر سے انسانوں کو بچائے۔ اسلام کو ایسے دوستوں کی موجودگی میں دشمنوں سے کیا خوف ہو سکتا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ مختصرات

منگل ۲۶ ستمبر ۱۹۹۵ء

پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیوپیتھی کی کلاس لی۔ یہ کلاس نمبر ۱۰۹ تھی۔

بدھ ۲۷ ستمبر ۱۹۹۵ء

حسب معمول بدھ کے روز ترجمۃ القرآن کلاس ہوئی جو ۸۱ ویں کلاس تھی۔ اس میں حضور انور نے سورہ الانعام کی آیت نمبر ۱۰۱ تا ۱۱۳ تک کا آسان فہم ترجمہ اور ضروری مقامات کی تشریح بیان فرمائی۔

جمعرات ۲۸ ستمبر ۱۹۹۵ء

آج ترجمۃ القرآن کی کلاس میں حضور انور نے سورہ الانعام کی آیت نمبر ۱۱۴ تا ۱۳۰ کا درس دیا۔

جمعۃ المبارک ۲۹ ستمبر ۱۹۹۵ء

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اردو میں مجلس سوال و جواب ہوئی۔ سوالات یہ تھے

(۱) حدیث میں آتا ہے کہ امام مہدی کے آنے کے بعد ایک عرصہ تک ٹھنڈی ہوائیں چلیں گی پھر بد ہوائیں چلیں گی۔ یہاں تک کہ شر نیکی پر غالب آ جائے گا۔ یہی وہ وقت ہے جب قیامت آئے گی۔ سوال یہ ہے کہ شر نیکی پر قیامت کے دن کیوں غالب ہو گا حالانکہ دنیا کا انجام تو نیکی پر ہونا چاہئے۔

(۲) پچھلی جنگ عظیم کے بعد قریباً تمام مسلم ممالک میں مسلمان تشدد کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ اس وقت بھی مختلف ممالک میں مسلمانوں پر جو آفات آئی ہوئی ہیں اس کی حکمت اور وجہ کیا ہے

(۳) حال ہی میں یہود اور فلسطینیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اس کے بارہ میں حضور کا کیا خیال ہے؟

(۴) بوزنیا کے بارہ میں جو فیصلہ ہوا ہے اس میں عیسائی اور مسلمان دونوں شامل ہیں۔ اس سے قبل سائپرس میں بھی ایسا ہی معاہدہ ہوا تھا جو کامیاب نہیں ہوا۔ اس حالیہ فیصلہ کے بارہ میں حضور کی کیا رائے ہے؟

(۵) قرآن کریم کی سورہ کہف میں یاجوج ماجوج کا ذکر ملتا ہے۔ متعلقہ آیت میں مذکورہ امور کس زمانہ سے متعلق ہیں اور صور پھونکے جانے سے کیا مراد ہے؟

(۶) انسانی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ حضور انور کا خطبہ جمعہ اب ساری دنیا سن رہی ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضور انور اپنی انتہائی مصروف زندگی میں خطبہ جمعہ کی تیاری کس طرح فرماتے ہیں؟

(ع - م - ر)

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

Kenssy
Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

★★حضرت میاں محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے محترم سید نور عالم صاحب امیر جماعت کلکتہ لکھتے ہیں کہ ۶۴ء کے ہندو مسلم فسادات کے دنوں میں جب احمدیوں کا رابطہ عملاً منقطع ہوچکا تھا تو بانی صاحب اپنے تین بیٹوں میں سے دو کو باری باری کرفیو کے وقفہ میں مسجد بھجواکر محصور احمدیوں کی خیریت دریافت فرمایا کرتے۔ اس دوران سو افراد پر مشتمل پناہ گزینوں کا قافلہ بھی ان کے گھر مقیم رہا جن کے خور و نوش کا انتظام خود حضرت بانی صاحب فرماتے رہے۔ اسی طرح مسجد اقصیٰ قادیان کی تعمیر پر کثیر اخراجات سے متعلق دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا "جب بھی میں کسی نیک کام میں حصہ لینے کا ارادہ کرتا ہوں تو اپنے اہل و عیال کو بھی مشورے میں شامل کرلیتا ہوں، وہ سب اس فیصلے پر راضی ہیں"۔ پھر آپ نے نیک بیوی اور نیک اولاد کے عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کے فضل کا ذکر فرمایا اور کہا "حضرت مصلح موعودؓ کا احسان ہے کہ حضورؓ نے میری پیشکش قبول فرمائی"۔ ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت مولانا عبدالرحمان صاحبؓ سابق ناظر اعلیٰ و امیر قادیان نے مضمون نگار سے فرمایا "منارۃ المسیح قابل مرمت ہے اور اس پر خرچ کثیر ہے۔ بانی صاحب سے کہنے میں مجھے تامل ہے کیونکہ انہوں نے پہلے ہی بہت سی مالی قربانیاں کی ہوئی ہیں اس لئے آپ بانی صاحب کو تحریک کریں"۔ جب بانی صاحب سے بات کی گئی تو آپ نے بلاتوقف مسکراتے ہوئے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے تمام اخراجات میں خود ادا کروں گا۔ چنانچہ حضرت بانی صاحب نے ایک معین رقم بھی مرکز میں جمع کروادی۔ مضمون نگار مزید لکھتے ہیں کہ ایک بار دسمبر میں جب وہ بانی صاحب کے گھر گئے تو ہر طرف پارچات کے بنڈل بکھرے پڑے تھے اور بانی صاحب خود زمین پر بیٹھے کپڑے چیک کر رہے تھے۔ استفسار پر فرمایا کہ دو ماہ سے قادیان کی بچیوں کے لئے میری بیوی، بہوئیں اور بیٹی کپڑے سی رہی ہیں اور میں پیکنگ کا کام کر رہا ہوں۔ بانی صاحب ہر سال جلسہ پر درویشوں کے لئے کافی سامان لے جایا کرتے تھے۔ یہ مختصر مضمون روزنامہ "الفضل" ۲۲ اگست ۹۵ء کی زینت ہے۔

★★روزنامہ "الفضل" ۲۳ اگست کی خبر کے مطابق مربی سلسلہ احمدیہ محترم مولوی محمد اشرف صاحب ممتاز ۱۲ اگست کو ۶۳ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے ۳۷ سال مسلسل بطور مربی خدمات سرانجام دیں۔ آپ جھنگ اور فیصل آباد کے اضلاع کے انچارج مربی بھی رہے۔

★★اسی شمارہ میں ۲ اگست کو وفات پانے والے محترم چودھری عبدالغنی صاحب کا مختصر ذکرخیر بھی چودھری احمد دین صاحب کے قلم سے ہوا ہے جو دارالذکر فیصل آباد کے زعیم اعلیٰ انصاراللہ اور سیکرٹری وقف جدید تھے اور ضلع فیصل آباد کی اصلاحی کمیٹی کے ممبر بھی۔ بوقت وفات آپکی عمر ۷۱ سال تھی۔

★★اسی شمارہ میں برصغیر میں صحافت سے متعلق محترم محمد محمود طاہر صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔ اردو زبان کو فارسی کی جگہ سرکاری زبان کا درجہ ۱۸۳۰ء میں ملا۔ ۱۸۲۳ء میں فارسی میں شائع ہونے والا "جام جہاں نما" پہلا اخبار تھا جس نے اردو ضمیمہ بھی شائع کرنا شروع کیا۔ اردو کا پہلا مکمل اخبار ہفت روزہ "دہلی اردو اخبار" تھا جو مولانا محمد حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر نے جاری کیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد اخبار بند ہوگیا اور مولوی محمد باقر کو گولی سے اڑادیا گیا۔ ۱۸۳۷ء میں سرسید احمد خان کے بھائی سید محمد خان نے ہفت روزہ "سیدالاخبار" دہلی سے جاری کیا جو ۱۸۵۰ء میں بند ہوگیا۔ ۱۸۵۰ء میں ہی لاہور سے منشی ہر سکھ رائے نے "کوہ نور" جاری کیا جو ۵۵ سال تک شائع ہوتا رہا۔

★★محترم میاں محمد مغل صاحب (بابا مغلا) کا تعلق کوٹ محمد یار سے تھا جو چنیوٹ سے دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ آپ نے خلافت اولیٰ میں بیعت کی سعادت پائی۔ آپ کی سچائی کا شہرہ عام تھا حتی کہ اپنے رشتہ داروں کے خلاف بھی گواہی دے دیا کرتے اور آپکی گواہی ہی معتبر خیال کی جاتی تھی۔ ان کی اس خصوصیت کا ذکر حضور انور ایدہ اللہ نے ۳۰ جون ۹۵ء کے خطبہ میں بھی فرمایا ہے۔ احمدی ہونے کے باعث آپکے رشتہ داروں کی طرف سے آپ پر شدید زیادتیاں کی گئیں اور خاندان میں رشتہ دینے سے انکار کردیا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تجویز پر آپکی شادی ہوئی اور حضرت مولانا راجیکی صاحب بھی بارات میں شامل ہوئے۔ محترم رشید احمد ارشد صاحب (مربی سلسلہ جو چینی زبان کے ماہر ہیں) انکے پوتے ہیں۔ انکا مختصر ذکرخیر محترم لطیف احمد شاد صاحب کے قلم سے "الفضل" ربوہ ۲۲ اگست میں شائع ہوا ہے۔

★★اسی شمارہ میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق امسال شدید سیلاب کے بعد سے دارالیمن ربوہ کے پاس دریائے چناب نے رخ بدلنا شروع کیا جس نے اگست کے وسط میں خطرناک صورت اختیار کرلی اور پانی کے کٹاؤ نے واپڈا کے حفاظتی بند کو نشانہ بنانے کے بعد ۵ ایکڑ اراضی کو بھی دریابرد کردیا اور دارالیمن کے حفاظتی بند کو شدید نقصان پہنچایا۔ چنانچہ فلڈ ریلیف کمیٹی نے محترم ڈاکٹر منیر احمد خان صاحب کی قیادت میں ہنگامی اقدامات کا آغاز کیا۔ بند کو مضبوط بنانے کا کام مکرم میجر شاہد احمد سعدی صاحب نائب ناظر امورعامہ کی زیرنگرانی کئی سو خدام نے کیا۔ آر ایم صاحب ربوہ نے موقع پر تشریف لاکر خدام کی حوصلہ افزائی کی نیز ڈی سی صاحب جھنگ کی ہدایت پر ایک بلڈوزر بھی کام کرتا رہا۔ بند کے پیچھے دفاعی بند بنانے کے منصوبے پر بھی محترم قریشی افتخار علی صاحب کی راہنمائی میں کام شروع کیا جارہا ہے۔

★★اسی پرچہ میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق چودھری عبدالرزاق صاحب سپرٹنڈنٹ پوسٹل سروس کارپوریشن جھنگ نے ربوہ پوسٹ آفس کے احاطہ میں پودا لگاکر شجرکاری مہم کا آغاز کیا۔

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

مصنوعی اعضاء کی شناخت

آج کل عمل جراحی بالکل عام ہوچکا ہے اس کے علاوہ مختلف اعضاء مثلاً جگر، دل، لبلبہ اور دوسرے اعضاء بھی تبدیل کر دئے جاتے ہیں۔ عام طور پر یہ اعضاء ان لوگوں کے لئے جاتے ہیں جو اپنی زندگی میں یہ وصیت کر دیتے ہیں کہ ان کے اعضاء ان کی موت کی صورت میں دوسرے مریضوں کو منتقل کر دئے جائیں اگر ایسا وصیت کرنے والا شخص کسی حادثے کا اچانک شکار ہوجائے تو اس کی موت کے تھوڑی دیر کے اندر اندر متعلقہ عضو نکال لیا جاتا ہے۔ تاکہ دوسرے مریض کو لگایا جاسکے۔

آجکل جراحی کے ماہر مختلف مصنوعی اعضاء بھی جسم میں لگادیتے ہیں چنانچہ مصنوعی ہاتھ اور مصنوعی ٹانگوں کا استعمال عام ہوچکا ہے اور مریض ان مصنوعی اعضاء سے مناسب حد تک کام لے کر ایک آزادانہ زندگی گزار سکتے ہیں۔

خواتین کو بعض اوقات چھاتیوں کا کینسر ہوجاتا ہے چنانچہ ماہر سرجن کینسر شدہ حصے کا آپریشن کر دیتے ہیں اور مصنوعی طور پر صحت مند حصے کے اندر مصنوعی اعضاء لگا دئے جاتے ہیں۔ سائنس دان اب ان مصنوعی اعضاء کے ساتھ ایک Electronic Chip بھی لگانے کا تجربہ کر رہے ہیں۔ اس Chip کا سائز بمشکل چاول کے ایک دانے کے برابر ہے۔ ایک Scanner کی مدد سے اس Chip سے بعض معلومات پڑھی جاسکتی ہیں جو ایک خاص کوڈ کی صورت میں ہیں۔ جب یہ کوڈ ایک کمپیوٹر میں ڈالا جائے گا تو اس سے نہ صرف مریض کے بارے میں متعلقہ معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں بلکہ یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کس ڈاکٹر نے اپریشن کیا۔ کیا وجوہات تھیں جن کی وجہ سے آپریشن کرنا پڑا اور مریض کو کونسی ممکنہ بیماریاں آپریشن کے نتیجہ میں ہو سکتی ہیں۔ گویا ایک چاول کے دانے کے برابر Chip سے بڑی تفصیلی معلومات مل سکتی ہیں جو مریض کے آئندہ علاج میں بڑی حد تک ممد و معاون ثابت ہونگی۔ اگر یہ تجربہ کامیاب رہا تو آئندہ ہر اس عضو کے ساتھ جو مریض کو لگایا گیا ہے اس قسم کی Chip لگائی جائیگی جو آئندہ آپریشن کے وقت صحیح معلومات دے سکے گی!

خراب شریانوں کا اچھوتا طریقہ علاج

دماغ انسانی جسم کا سب سے اہم حصہ ہے کیونکہ یہ انسانی جسم کے تمام اعضاء کو کنٹرول کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ سب سے زیادہ حساس اور نازک بھی ہے۔ اگر انسانی دماغ کو تازہ خون کی سپلائی صرف تین منٹ نہ ملے تو انسان کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ اگر دماغ کی کوئی شریان کسی بیماری کے نتیجہ میں بند ہو جائے یا پھٹ جائے تو موت یقینی ہے۔

بعض اوقات خون کی شریان کئی بیماریوں کی وجہ سے سکڑ جاتی ہے۔ بالعموم ڈاکٹر ایسی حالت میں دماغ کا آپریشن کر کے خراب شدہ شریان کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ چونکہ دماغ انسانی جسم کا حساس ترین حصہ ہے اس لئے اس قسم کا آپریشن خطرے سے خالی نہیں ہوتا۔

ایک ہندوستانی نژاد ڈاکٹر نے ایک نہایت ہی اچھوتے انداز میں اسی قسم کا آپریشن کیا جو مکمل طور پر کامیاب رہا۔ اس آپریشن میں بجائے اس کے کہ دماغ کا آپریشن کیا جاتا ڈاکٹر نے ٹانگ کی شریان سے ایک خاص قسم کا تار (Coil) اور ایک پائپ اس مریض کے جسم میں داخل کیا۔ بعض خاص آلات کے ذریعہ اس نے اس تار کو ٹانگ اور باقی جسم میں سے لے جاتے ہوئے بالآخر دماغ کی اس شریان تک جا پہنچایا جو کہ بری طرح متاثر ہوئی تھی۔ اس تار اور پائپ کی مدد سے بالآخر وہ خراب شدہ شریان کی "مرمت" کرنے کے قابل ہو گیا۔ چنانچہ مریض چند ہی دنوں میں پوری طرح صحت یاب ہو گیا۔

شریانوں کے علاج کی طرف اس طریقہ علاج کو معجزانہ قدم قرار دیا جارہا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس غیر معمولی طریقہ سے شریانوں کی بیماری کے علاج میں بہت مدد ملے گی۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹ ستمبر ۱۹۹۵ء بروز جمعۃ المبارک قبل از نماز عصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ سعدیہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم منصور احمد صاحب چوہدری آف کرائیڈن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:-

(۱) مکرم محمد اشرف ممتاز صاحب مربی سلسلہ، ربوہ۔
(۲) مکرم خلیفہ عبدالرحمان صاحب، کوئٹہ۔
(۳) مکرم مولوی محمد جمیل صاحب سابق پنشنر صدر انجمن احمدیہ، ربوہ۔
(۴) مکرم چوہدری محمد رفیق صاحب، کھرولیاں، سیالکوٹ۔
(۵) مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب جٹ ربوہ۔
(۶) مکرم نذیر احمد صاحب، جاکے چیمہ، سیالکوٹ۔
(۷) مکرمہ والدہ صاحبہ ملک سجاد احمد صاحب، کینیڈا۔
(۸) مکرمہ والدہ صاحبہ انیس احمد صاحب واہلیہ چوہدری محمد رفیق صاحب، جرمنی۔
(۹) محترمہ سلطانہ بی بی صاحبہ (والدہ فقیر محمد صاحب، پشاور۔
(۱۰) مکرم غلام محمد صاحب لون، کاٹھ پورہ کشمیر۔
(۱۱) مکرم خواجہ بشیراحمد صاحب سہگل، برما۔
(۱۲) مکرم ماسٹر عبدالباسط صاحب ساکن نیااڈہ، کھاریاں۔
(۱۳) مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب، فیصل آباد۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

حدیث نبویؐ

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

دین کا خلاصہ خیرخواہی ہے

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

مکتوب آسٹریلیا — دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

امریکی یاترا کی دلچسپ باتیں

چند ماہ قبل شکاگو میں امریکی کتب فروشوں کا اجتماع ہوا جس میں آسٹریلیا کے ایک اشاعتی ادارہ کی چیف ایگزیکٹو مادام جین کری (Jane Curry) بھی شامل ہوئیں۔ شومئی قسمت سے ان کا دستی بیگ چوری ہو گیا۔ رات کا وقت تھا انہوں نے شکاگو کی پولیس کو فون کیا تاکہ رپٹ لکھوائی جا سکے۔ پولیس اہل کار نے کئی سوال پوچھے اور آخری سوال یہ تھا کہ میڈم تو آپ سفید فام ہیں اور خاتون ہیں؟

پھر جین کری نے برطانوی کونسلیٹ کو فون کیا اس لئے کہ وہ برطانوی شہری ہیں۔ وہاں سے ریکارڈ شدہ پیغام جو ملا اس کا آخری حصہ تھا کہ "اگر واقعی یہ زندگی موت کا مسئلہ ہے تو زیرو کا بٹن دبائیے"۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو آگے سے ایک اور ریکارڈ شدہ پیغام ملا کہ "اس وقت دفتر میں کوئی نہیں اگر آپ مالی طور پر قلاش ہیں تو ہمارا مشورہ ہے کہ آپ خود اپنے آپ کو ملک بدر کرنے کے لئے پیش کر دیں"۔

ظاہر ہے اس کے بعد کوئی چارہ نہ رہا اور مادام جلدی جلدی کتابیں بیچ کر خیر خیریت سے سڈنی پہنچ گئیں۔

(سڈنی مارننگ نیوز، ۵ جون ۱۹۹۵ء)

چنگی کا الیکٹرانک نظام

سڈنی میں دو سال کے عرصہ میں Road Toll Tax یعنی سڑکوں کی چنگی بذریعہ الیکٹرانک آلات جمع کی جایا کرے گی۔ جو گاڑی ہاربر برج یا ہاربر ٹنل سے گزرے گی بغیر روکے ہوئے اس کا بل مالک کو گھر پہنچ جائے گا۔ ہر گاڑی کی ونڈ سکرین پر کریڈٹ کارڈ کے سائز کا ایک کارڈ Responder لگا ہو گا اور پل کے اوپر Scanner لگا ہوا ہو گا جو چلتی ہوئی گاڑی کا کارڈ پڑھ لے گا اور ایک کمپیوٹر بل کی وصولی، ڈرائیور کے اکاؤنٹ سے کر لیا کرے گا۔ ٹول ادا کرنے کے لئے گاڑی روکنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

زیر زمین کلر، شور کو دیکھنے کی آسمانی آنکھ

آسٹریلیا میں ایک سسٹم ایجاد کیا گیا ہے جس کا نام Saltmap ہے۔ اس کے ذریعہ ایک سستا، تیز اور قابل اعتماد نظام ہاتھ میں آگیا ہے جس سے ہوا سے ہی زمین کے نیچے پانی میں موجود نمکیات کا تجزیہ کیا جا سکے گا۔ اس وقت تک آسٹریلیا کی دو ملین ہیکٹر (پچاس لاکھ ایکڑ) زمین کلر کی وجہ سے ناکارہ ہو چکی ہے۔ اور سن ۲۰۲۰ء میں یہ رقبہ بڑھ کر تین ملین ہیکٹر ہو جائے گا۔ جس سے کروڑوں ڈالر سالانہ کا زمین اور اس کی پیداوار میں خسارے کا سامنا ہے۔ آسٹریلیا کی وسعت کے پیش نظر روایتی طریق کا سروے بہت مہنگا پڑتا ہے۔ اور زمین میں گڑھے کھود کر پانی نکال کر ٹیسٹ کرنے کے لئے صدیاں درکار تھیں۔ یہ ایجاد آسٹریلیا کے تحقیقی ادارہ CSIRO نے کی ہے جن کے ساتھ کئی دوسرے اداروں نے تعاون کیا ہے۔ یہ سسٹم ایک ہوائی جہاز کو کام میں لائے گا جس کے ساتھ پتنگ کی ڈور کی طرح تانبے کی تاریں لپٹی ہونگی جو زیر زمین نمکین پانی میں ہلکی سی بجلی کی رو پیدا کریں گی۔ یہ رو ایک مقناطیسی فیلڈ Magnetic Field پیدا کرے گی۔ جس کو ایک ایسا آلہ (Detector) محسوس کرے گا جو فضا میں جہاز کے پیچھے ہوا میں معلق ہو گا۔ اس میں پانی میں نمکیات کی قسم اور مقدار معلوم کی جا سکے گی۔ ایک اور آلہ زیر زمین پتھروں کے بارہ میں اطلاعات جمع کرے گا جو پانی کے چلنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ ایک اور آلہ سطح زمین کی مٹی کا تجزیہ کرے گا اور معلوم کرے گا کہ زیر زمین نمکیات کس طرح ذخیرہ ہوئے ہوئے ہیں۔ خرچ ایک ڈالر فی ایکڑ سے بھی کم آئے گا۔ اس ایجاد سے زمین کو سیم، تھور سے بچانے میں مدد ملے گی۔

جن ملکوں کو سیم تھور کی بلا کا سامنا ہے وہ اس ایجاد سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جیسے پاکستان۔

انسانوں میں سوروں کے دل اور سئوروں میں انسانی Genes فٹ کئے جانے لگے

خبر آئی ہے کہ پہلے جن دل کے مریضوں کے دل تبدیل کرنے ضروری ہوتے تھے اور کوئی دل دستیاب نہیں ہوتا تھا تو تجربہ کے طور پر ایسے مریض کے اندر سور کا دل لگا دیا جاتا لیکن انسانی جسم اسے قبول نہ کرتا اور مریض چل بستا۔ اب ایسے تجربات آسٹریلیا میں کئے جا رہے ہیں کہ پیدائش سے قبل سئور کے تخم میں انسانی Genes داخل کئے جائیں اور پھر ایسے سئور کے دل کو انسان کے اندر لگایا جائے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اس طرح کے دل کو انسانی جسم رد نہیں کرے گا یا کم از کم مریض زیادہ عرصہ زندہ رہ سکے گا اور اس دوران پھر کسی انسان کا دل Transplant کرنے کے لئے دستیاب ہو جائے گا۔ تحقیق ابھی تجرباتی مراحل میں سے گزر رہی ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ ایسا سئور جس میں انسانی Genes مخلوط ہونگے اس کے کردار پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ جو آدھا انسان اور آدھا سئور ہو گا اور اس انسان کے دل میں کس طرح کے خیالات جنم لیں گے جس کے اندر نیم سئور کا دل فٹ ہو گا۔

خیرات کر اب ان کی رہائی میسر آقا
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے

Muslim Television Ahmadiyya

Muslim TV Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission from London
13th October 1995 - 26th October 1995

Friday 13th October

12.30	Tilawat
12.40	Dars-ul-Hadith
12.45	Learning Languages with Huzur, Lesson 29, Part 1
1.10	MTA News
1.30	Friday Sermon by Hazrat Khalifa-tul-Massih IV
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzur (Urdu)
3.50	Liqaa Ma'al Arab
3.55	Qaseedah
4.55	M.T.A. Variety - Bait Bazee from Lajna Rabwah
5.50	Tomorrow's Programmes

Saturday 14th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-e-Hadith - English
1.00	Eurofile
1.30	MTA News
2.00	"Children's Corner" - Mulaqat with Huzur
3.00	Nazm
3.10	Around the globe "A visit to Fazle Umar Hospital by Waqfeen Nau - Rabwah
3.40	Qaseedah.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	"Bosnia Desk" - Question & Answer with Albanians - Belgium 2nd Part
5.50	Tomorrow's programmes

Sunday 15th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-ul-Hadith
1.00	Eurofile: A letter From London,: Ameer Sahib UK
1.30	MTA News
2.00	Mulaqat - (English)
3.00	Nazm
3.05	"Children's Corner", Lets Learn Salat, with Ata-ul-Majeeb Rashid Sahib. Lesson 8
3.30	MTA Variety - "Dawat - E - Illalah" Mabashar Kahlon
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	M.T.A. Variety
5.50	Tomorrow's Programme & Nazm

Monday 16th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-e-Malfoozat
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 29, Part 2
1.30	MTA News
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 114
3.00	Nazm
3.05	Dil bar mera yehi hai, By: Ch. Hadi Ali Sahib
3.30	"Around The Globe" A visit to Norway
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
5.00	M.T.A. Variety Programme from Germany
5.50	Tomorrow's Programme

Tuesday 17th October

12.30	Tilawat
12.45	Seerat-ul-Nabi (S.A.W) by Naseer Qamar Sahib
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 30 Part 1
1.30	MTA News
2.00	"Natural Cure" Homeopathy lesson No. 115
3.00	Nazm
3.05	"Medical matters": Dr. MujeebulHaq Khan sahib.
3.30	MTA Lifestyle: Cooking programme Al Maidah
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
5.00	Qaseedah
5.10	M.T.A. Variety- "Meet Our Friends" - Jean Augustine - M.P.
5.50	Tomorrow's Programmes & Nazm

Wednesday 18th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-E-Hadith
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 30 Part 2
1.30	MTA News
2.00	"Quran Class" - Tarjumatul Quran Lesson 87
3.00	Nazm
3.05	M.T.A. Lifestyle - Sewing Lesson PERAHAN
3.30	M.T.A. Variety Tajweed - Ul Quran Class - by Local, Anjuman Ahmadiyyah Rabwah
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
5.10	Qaseedah
5.15	M.T.A. Variety:
5.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 19th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-E-Mulfoozat
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 31 Part 1
1.30	MTA News
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 88
3.00	Nazm
3.05	Medical matters: Dr. Mujeebul Haq Khan sahib.
3.30	"Children Corner" - Yassarnal Quran No.5
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
5.00	M.T.A. Variety- "Seerat Hazrat Syed Meer Nasir Nawab Sahib."
5.50	Tomorrow's Programmes and Nazm

Friday 20th October

12.30	Tilawat
12.40	Dars-ul-Hadith
12.45	Learning Languages with Huzur, Lesson 31, Part 2
1.10	MTA News
1.30	Friday Sermon by Hazrat Khalifa-tul-Massih IV
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzur (Urdu)
3.50	Qaseedah
3.55	Liqaa Ma'al Arab
4.55	M.T.A. Variety - Lajna Rabwah
5.30	An Evening with Nadeem Alvi
5.50	Tomorrow's Programmes

Saturday 21st October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-ul-Hadith
1.00	Eurofile
1.30	MTA News
2.00	"Children's Corner" - Mulaqat with Huzur
3.00	Nazm
3.10	Around the globe "A visit to Dars-ul Ziafat by Waqfeen Nau
3.40	Qaseedah.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	"Bosnia Desk" - Intro Of Ahmadiyyat by Mansor Maharawich - Bosnian
5.50	Tomorrow's programmes

Sunday 22nd October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith - English
12.00	Eurofile: A letter From London: Ameer Sahib UK
12.30	M.T.A Variety
1.00	MTA News
1.30	Childrens Corner - Lets Learn Salat with Ata-ul Mujeeb Rashid Sb.
2.00	Mulaqat
3.00	Nazm
3.05	M.T.A. Variety - Sports Rabwah Football Tournament Final
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
5.50	Tomorrow's Programme

Monday 23rd October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 32, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe:-A Visit to Norway
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 116
3.00	Nazm
3.05	Dil bar mera yehi hai, By: Ch. Hadi Ali Sahib
3.30	M.T.A Variety
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
5.00	M.T.A. Variety Programme from Germany
5.50	Tomorrow's Programme

Tuesday 24th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 32 Part 2
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle.Cooking Lesson Al Maidah
2.00	"Natural Cure" - Homoeopathy Lesson 117
3.00	Nazm
3.10	Canada Speaks - Meet our friends.
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes & Nazm

Wednesday 25th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 33 Part 1
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class. Perahan.
2.00	Quran Class - Tarfumatul Quran 89
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sb.
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 26th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Mulfoozat
12.00	Medical Matters - 1st Aid With Dr. Mujeeb-Ul-Haq Khan Sb.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 33 Part 2
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 90
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Quiz Program from Nusrat Saha Academy
3.30	"Children Corner" - Yassarnal Quran No.6
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Hazoor".

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 2 Friday, October 13, 1995 No. 41

شذرات

(م-ا-ح)

جماعت احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ کو خطاب فرماتے ہوئے امسال سیدنا امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بدنام زمانہ، مادر زاد متفنی شخص، منظور چنیوٹی کا نام لے کر اسے جو اعزاز بخشا تھا، اس نے بجا طور پر اس پر فخر کا اظہار کیا اور اگلے روز ہی ایک اخباری بیان دے کر ہائیڈ پارک میں جا بیٹھا کہ آئیں مرزا طاہر احمد مجھ سے ایک اور مباہلہ کرلیں۔ مباہلہ نہ ہوا گڈے گڈی کا کھیل ہو گیا۔ یہ کوئی کشتی کبڈی تو نہیں ہے جس کے لئے کسی پارک میں اکھاڑا کھودا جائے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی خشیت سے کانپ کانپ جانے کا مقام ہے کہ اس بھٹی کی آنچ میں سے گزر کر جھوٹ اور سچ کا نتارا ہوتا ہے۔

سیدنا حضور انور نے اپنے چیلنج مباہلہ ۱۹۸۸ء کے نتیجے میں اس بے حیا کی روسیاہی کا ذکر فرما رہے تھے کہ کیسے حضور کی طرف سے تحدی شائع ہونے کے صرف چند روز بعد ہی وہ جرائم پیشہ مبلغ ختم نبوت اسلم قریشی ایران کے کسی سرحدی علاقے سے برآمد ہو گیا جس کے اغوا اور قتل کے الزام میں حضور انور کے خلاف پاکستان کی عدالتوں میں پرچے درج تھے۔ اور اس ملعون کذاب (اس قرآنی اصطلاح کے لئے ہم ہرگز معذرت خواہ نہیں ہیں) مسمّی منظور چنیوٹی نے اعلان کر رکھا تھا کہ مرزا طاہر احمد کو گرفتار کرو۔ اگر مولانا (؟) اسلم قریشی یا ان کی نعش برآمد نہ ہو تو اس (چنیوٹی) کو برسرعام پھانسی دے دی جائے۔ سو اسلم کے از خود پیش ہو جانے کے بعد جب اسے پھانسی لینے کے لئے گردن آگے کرنے کو کہا گیا تو اس کے پاس کرنے کے لئے آئیں بائیں شائیں بھی نہیں تھا۔ یہ ایسی ذلت و رسوائی تھی کہ کوئی شرم والا ہوتا تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرتا۔ جدھر جاتا تھا ادھر پھٹکار اور ہاہاکار اس کا پیچھا کرتی تھیں کہ وہ جا رہا ہے پھانسی پر لٹکا ہوا پھانسی سمیت بازی گر جو اس لئے زندہ ہے کہ لوگ اسے الٰہی نشان سمجھ کر عبرت حاصل کریں۔ مگر یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دراز کردہ رسی کو مہلت جان کر توبہ و استغفار کی طرف آئیں، یہ اس ڈھیٹ نسل میں سے ہے جس کے سر پر جوتا مارو تو کہتے ہیں دیکھو ہم کس طرح جوتے کو سر مار رہے ہیں اور اگر انہیں ٹخنے سے باندھ کر کوئیں میں الٹا لٹکا دو تو نعرے مارتے ہیں کہ آؤ ہمیں دیکھو ہم کس شان سے الٹے لٹکے ہوئے ہیں۔ خدا جانے اب یہ مزید مباہلوں کے ذریعے کونسی اور ذلت سمیٹنا چاہتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مذکورہ بالا خطاب میں پنجاب اسمبلی کے باقاعدہ اجلاس (۲۸ مئی ۱۹۸۹ء) میں اس کی سرکوبی، لعنت ملامت اور بالآخر معذرت طلبی کی ذلت کا ذکر فرمایا تھا اور اس واقعہ کے بعد اس کے اپنے بغل بچوں، اللہ یار ارشد، یامین گوہر اور محمد یار شاہد کے ان بیانات کے اقتباس بھی سنائے تھے جن میں اس دریدہ دہن کو چندہ خور، ملت اسلامیہ کے لئے ذلت کا سبب اور غیر شریف (یعنی ؟)، شر انگیز، تفرقہ باز، منافق، فتویٰ فروش، بلیک میلر اور کیا کچھ نہیں کہا گیا تھا۔ لیکن جلسہ سالانہ کے سامعین اور بعد میں کاروائی پڑھنے والوں کو حیرت اس بات کی تھی کہ اس کی کس قبیح حرکت پر یہ سارا طوفان اٹھ رہا تھا۔ اس نے کیا کیا تھا کہ ہر طرف سے یہ کفش کاری ہو رہی تھی۔ یہ کیا معاملہ تھا جس کی سیدنا حضور انور پردہ پوشی فرما گئے۔ مگر اس کے اپنے ختم نبوتی ساتھیوں، ہم مسلک مسلمانوں، اخبارات اور سیاست دانوں نے اس کا اسمبلی تک پیچھا کیا تھا اور ناک سے لکیریں نکلوا کر اس کو گھر جانے دیا تھا۔

قارئین کرام، حالات حاضرہ سے باخبر رہنے والوں اور پاکستانی اخبارات کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ داستان پوشیدہ نہ رہی تھی۔ یہ کوئی راز تو نہیں تھا جسے خرید کر دبایا جا سکتا۔ اس کی تو ذرا ذرا تفصیل شائع ہوئی تھی اور چونکہ یہ چنیوٹی ان دنوں پنجاب کی صوبائی اسمبلی کا ممبر تھا (اور یہ ممبر کیسے بنا تھا۔ یہ کہانی پھر سہی) اس کی کرتوتوں کا محاسبہ بیچ اس وقیع مجلس کے ہوا تھا۔ وہاں سوالات پوچھے گئے، آوازے کسے گئے، اسے لتاڑا گیا اور بالآخر اس کی معافی کو اسمبلی کی کاروائی میں ریکارڈ کیا گیا۔ چونکہ اب اس بدبخت نے پھر اپنا منحوس سر اٹھایا ہے اور ہمارے مقدس امام کے منہ آنے کی جرات کی ہے اس لئے ہم بھی "شہاب مبین" کو اس کے تعاقب میں چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ ورنہ اس قضیہ نامرضیہ سے جس طرح حضور نے اغماض فرمایا تھا، ہم بھی کراہت کے باعث خاموش رہتے۔

ہوا یہ تھا کہ جب یہ لنگڑاتا ہوا پنجاب اسمبلی میں پہنچا تو ان دنوں میاں منظور وٹو سپیکر تھے۔ اس بدنہاد کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ میاں صاحب کے والد محترم میاں جہانگیر وٹو صاحب مخلص احمدی ہیں تو اس مجرم سرشت کو شیطان نے انگیخت کی کہ بلیک میل کا اچھا موقع ہے سو اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے پریس کانفرنس میں بیان داغ دیا کہ میاں منظور احمد وٹو کے قادیانی ہونے کا حتمی ثبوت مل گیا ہے۔ اس لئے وہ صوبائی اسمبلی کے سپیکر یا کسی اور عوامی عہدے کے اہل نہیں ہیں۔ انہیں فوری طور پر ہٹایا جائے۔ ان کا اسمبلی کی نشست پر انتخاب کالعدم قرار دیا جائے اور آئندہ ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے۔ وغیرہ۔ میاں منظور وٹو صاحب نے فتنے سے بچنے کے لئے اسے اپنے گاؤں وساوے والا بلایا اور الگ لے جا کر پوچھا کہ "مولوی تو کیسے یقین کرے گا کہ میں احمدی نہیں ہوں"۔ جس پر اس نے توبہ اور احمدیت سے لاتعلقی پر مبنی ایک تحریر پر ان کے دستخط کروائے۔ اور بروایت میاں صاحب نے چند ہزار روپیہ اس کی نذر کیا۔ ادھر یہ روپیہ اس بے غیرت کی جیب میں گیا ادھر اس نے بیان جاری کر دیا کہ "ہم نے تسلی کر لی ہے۔ میاں صاحب ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اب انہیں کچھ نہ کہا جائے"۔ جب اس بلیک میلی رقم کے بارے میں چنیوٹی کے دوسرے ہم نوالوں کو پتہ چلا تو انہوں نے اپنا حصہ لینے کے لئے شور مچا دیا۔ "چنیوٹی وٹو صاحب سے پیسے لے کر کھا گیا۔ یہ بلیک میلر ہے۔ مسلمان کو کافر کہہ کر خود کافر ہو گیا۔ اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔ جس کا نکاح باقی نہ رہے۔ اس کی اولاد کیا کہلائے گی۔ وغیرہ"۔ ادھر وٹو صاحب کے کچھ دوستوں نے اسمبلی کے اندر منظور چنیوٹی کی پریس کانفرنسوں کے قابل اعتراض ہونے پر سوال اٹھائے اور روپیہ کے اس مجرمانہ لین دین پر گرفت کی۔ نتیجہ اس ہنگامے کا یہ نکلا کہ وٹو صاحب نے اپنے عطیہ کو خیرات سمجھ کر اسے فی سبیل اللہ معاف کر دیا اور چنیوٹی نے ان کی تکفیر پر ندامت کا اظہار کیا اور یوں یہ معاملہ رفع دفع ہوا۔ جسے بہت تفصیل کی خواہش ہو وہ اس زمانے کے پاکستانی اخبارات دیکھ لے اور پنجاب اسمبلی کی کاروائی کے سرکاری ریکارڈ سے نقل کا طالب ہو۔ ہمارے لئے تو اس کی شخصیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس میں کچھ عجوبہ نہیں اس لئے کہ اس کے خبث باطن کے اور بہت سے نمونے آئندہ بیان کے لئے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ آج کل پیر مکی کے ساتھ اس کا جو معاشقہ چل رہا ہے اور آنجہانی انجمن تحفظ ختم نبوت کی لاش پر نئے سرے سے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کا چھپرا سارنے کے جو ریالی منصوبے بن رہے ہیں، ہم ان پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اس دوران خدا تعالیٰ کی بطش شدید نے اس کو اچک نہ لیا تو اس کی مزید سیہ روئی سے اپنے قارئین کو باخبر رکھیں گے۔ واللہ المستعان۔

بقیہ: کلمہ طیبہ مٹانے کی مذموم مہم اب بھی جاری ہے

اس پر مجسٹریٹ صاحب اور تھانہ کے انچارج دونوں نے کہا کہ لڑکوں کو کہیں کہ فساد نہ کریں، وہ احمدی چینل نہ لگائیں، کوئی زبردستی تھوڑی ہے۔ اسلام تو زبردستی نہیں سکھاتا اور اس طرح تو کسی کا عقیدہ تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ آپ دونوں فریقوں نے ایک ہی گاؤں میں رہنا ہے اس لئے پیار سے رہیں۔ کلمہ طیبہ کے متعلق بھی مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ ان کی تحقیق کے مطابق دوبارہ نہیں لکھا گیا۔ مگر مولویوں نے پھر کہا کہ اسے مٹا دیا جائے اور احمدی اس بات کی ضمانت دیں کہ وہ بوسٹر نہیں لگائیں گے۔ چنانچہ ایس ایچ او نے ایک تحریر لکھی کہ بوسٹر نہیں لگایا جائے گا۔ اور یہ کہ کلمہ طیبہ محفوظ کر دیا جائے گا اور فریقین کے دستخط کروا لئے۔

اس کارروائی کے بعد مجسٹریٹ نے پولیس کی بھاری نفری ساتھ لی اور رستے میں ایک رنگ ساز کو لیا۔ کچھ سفید پینٹ ساتھ لیا گیا اور مسجد احمدیہ آ پہنچا۔ وہاں پہنچ کر پولیس نے احمدیوں کو ایک سیڑھی مہیا کرنے کو کہا تاکہ اوپر چڑھ کر کلمہ طیبہ پر سفیدی کی جا سکے۔ مگر احمدیوں نے سیڑھی مہیا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے ایک غیر احمدی سے سیڑھی منگوائی اور رنگ ساز کو اوپر چڑھ کر کلمہ مٹانے کو کہا۔ اس دوران اے ایس آئی خود نیچے سے سیڑھی کو تھامے رہا۔ اس کارروائی کا جب مقامی افراد جماعت احمدیہ کو علم ہوا تو چھوٹے بڑے سب مسجد میں جمع ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کرنے لگے اور تمام وقت کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہے۔ جب دعا ختم ہوئی تو دیکھا گیا کہ پولیس کے حوالدار ریاست رندھاوا صاحب بھی احمدیوں کے ساتھ کھڑے تھے اور ان کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں تھے۔ انہوں نے صدر جماعت احمدیہ عبدالرحیم صاحب اور وہاں موجود احمدیوں سے مصافحہ کیا اور پھر مجسٹریٹ صاحب کو کہا کہ جن لوگوں نے کلمہ مٹوایا ہے بہت ظلم کیا ہے۔ انشاء اللہ وہ خود ہی مٹ جائیں گے۔ ہم تو قانونی وجہ سے مجبور ہیں۔

تقدیر کا منشا ہے کہ جل کر بنیں کندن
ہم درد کی بھٹی میں پگھل کیوں نہیں جاتے؟
ہے سامنے ہر سرکش و بیباک کا انجام
حیرت ہے کہ پھر لوگ سنبھل کیوں نہیں جاتے؟
وہ لوگ جو انگارے اگلتے ہیں سبھی پر
خود گرمی گفتار سے جل کیوں نہیں جاتے؟
کیوں کرتے نہیں وسعت افکار کے ساماں؟
حد بندی ساحل سے نکل کیوں نہیں جاتے؟
ناکامی پہ ناکامی سے بھی کبر ہے قائم
جل جانے پہ بھی رسی کے بل کیوں نہیں جاتے؟
کیوں عرش ہلا دیتے نہیں گریہ شب سے
جب وقت پڑا ہے تو بدل کیوں نہیں جاتے؟
بادل تو چھٹیں غم کے مرے مطلع دل سے
اشک آنکھوں میں تنگ آ کے مچل کیوں نہیں جاتے؟

(امتہ الباری ناصر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد